



مُرشِد کی یادیں

اِنفاق فی سبیل اللہ

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

حالات وواقعات

حضرت خواجہ پیر سیّد امام علی شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ

ਅਜੀਤ
ਵੈੱਬ ਟੀਵੀ

رپورٹ اجیت ویب ٹی وی

بابت مزارِ اقدس

حضرت پیر سیّد امام علی شاہ نقشبندیؒ (مکان شریف)

رتڑ چھتڑ واقع انڈیا



حضرت کرماں والا شریف کی روحانی، تبلیغی اور تربیتی سرگرمیوں کا ترجمان رسالہ

رکن کونسل آف جرائد اہلسنت

ABC CERTIFIED

ماہنامہ

مجلہ حضرت کرماں والا شریف

معاونین

محترم جناب حاجی عزیز اللہ طیبی، عرب شریف
محترم جناب پیر حاجی عبدالرشید طیبی، کراچی
محترم جناب شیخ محمد عاصم، لاہور
محترم جناب پیر احسان علی طیبی، فیصل آباد
محترم جناب چوہدری محمد وحید، لاہور
محترم جناب محمود اکبر گل، پتوکی
محترم جناب ظفر احمد بھلی طیبی، گوجرانوالا
محترم جناب شیخ ظہور احمد، اوکاڑا
محترم جناب محمد کامل جوئیہ طیبی، بہاولنگر

ہدیہ فی شمارہ 50 روپے

سالانہ فیس (عام ڈاک) 600 روپے

ڈاک پتہ

مجلہ "حضرت کرماں والا" جی۔ٹی روڈ اوکاڑہ

معلومات یا شکایت کی صورت میں رابطہ

0321-4471746

info@tayyabi.com

فیضانِ کرم

اعلیٰ حضرت، گنج کرم
پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری
حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

باباجی سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

باباجی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جانشینِ گنج کرم، شیخ المشائخ، باباجی
سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست

مخدوم المشائخ پیر سید صمصام علی شاہ بخاری
پیر سید محمد میرام بخاری

پیر سید شہر یار شاہ بخاری
سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف

چیف ایڈیٹر

محمد سمیع اللہ نوری طیبی

ایڈیٹر

ثناء اللہ طیبی مجددی نقشبندی

مینجر

محمد زبیر طیبی، مزمل حسین طیبی

محمد سمیع اللہ نوری پبلشرز نے آصف شکیل پرنٹرز ساہیوال روڈ اوکاڑہ سے چھپوا کر جاری کیا۔

نمائندگان سے ماہنامہ مجلّہ حضرت کرماں والا حاصل کرنے کے لیے رابطہ کرسکتے ہیں۔

ضلع قصور

حاجی شہزادہ محمد یونس طیبی، بلیئر 46 چک 0300-0436175
محمد اسد علی طیبی، مولا پور چونیاں 0300-6546847
صوفی محمد یونس طیبی، الہ آباد چونیاں 0300-8045717
محمد رمضان قادری، اڈا ھلہ 0301-4892580
حاجی محمد سلیم طیبی، حاجی محمد نعیم طیبی 03004579616/03004575616
حاجی منیر احمد طیبی، بلیئر چک 46، چونکی 0301-4767704
ڈاکٹر غلام حیدر، الہ آباد روڈ، چونیاں، 0302-6544702

بھاولنگر

محمد افضال فیصل طیبی، خادم آباد کالونی 0321-7007270
عبدالحفیظ غوری، ڈونگہ بونگہ 0306-4482397
غلام خالق طیبی، ڈونگہ بونگہ 0342-7321624
حافظ شیر محمد طیبی، ڈونگہ بونگہ 0306-6792786
پیر غلام محمد چوہان، چشتیاں شریف 0300-7540717
حافظ اعجاز اکرم طیبی، ڈاھرانوالا 0300-3590919
ماسٹر غلام مصطفیٰ، ہارون آباد، 0301-7685477
محمد کامل علی طیبی، چک کامل پورہ، 0300-7580219
اعجاز احمد انجم ایڈووکیٹ، ڈسٹرکٹ کورٹ 0300-9582038
محمد مظہر طیبی، پنڈگٹی، ڈونگہ بونگہ 0301-7274918

میلسی ، بورے والا، وھاڑی

محمد طاہر غنی
عبدالکریم زاہد (خادم مرکز محفل میلاد ساہوکا) 0302-7994116
اعجاز حسین طیبی، چک نمبر 259، بستی نمبر ۳ 0302-6588959
محمد ساجد طیبی، چک نمبر 259، ساجد ٹاؤن 0303-7844696
محمد عمران طیبی (منشی بھٹے والا)، 0302-7990561
حاجی محمد بشیر طیبی، شاہد آٹوز، چونگی نمبر 5، 0334-779632
شوکت علی نقشبندی غیاری والا، اڈا ماچھی وال 0304-1065690
محمد ذوالفقار طیبی، گگو منڈی 0307-4585243

گوجرہ ضلع ٹوبہ

محمد ذیشان افضل طیبی، کوٹ عبدی خاں 0303-7076450
محمد عمیر احمد طیبی، کچا گوجرہ 0333-7280299
ڈاکٹر مجاہد حسین طیبی، پنسرہ روڈ گوجرہ 0306-6735363

سیالکوٹ

طیبی اسلامک پبلک سکول، باجڑہ گڑھی، 0321-6187792

شیخوپورہ

محمد صابر طیبی، محلّہ رسول پورہ، خالد سٹریٹ 0305-4959415

ساھیوال

محمد احسان الحق طیبی، ہڑپہ اسٹیشن 0345-7434432
امان اللہ شان طیبی، چیچہ وطنی 0300-7247437

ضلع بھاولپور

ملک سجاد حسین، انارکلی بازار حاصل پور 0305-2100054
حاجی غلام مصطفیٰ نقشبندی، منڈی یزمان 0346-8850659
چوہدری محمد سجاد طیبی، خیر پور ٹامیوالی 0300-7850681

خانیوال

محمد جمیل طیبی (میاں چنوں) 0300-4070256
طالب حسین طیبی (خانیوال) 0302-7814809

لاھور

سمیع اللہ برکت طیبی، کرماں والا بک شاپ 042-37249515

عارف والا ، پاکپتن شریف

پیر سید عزیز اللہ شاہ صاحب چک 57 ای بی 0301-7258076
ماسٹر احمد حسین جوئیہ، چک 35 ای بی 0300-6948619
محمد نصر اللہ طیبی، چک 39 ای بی 0340-0419139
محمد طارق سرور طیبی، چک 52 بلوچاں والا، 0300-6941366
آصف علی طیبی، محمدی چوک، 0304-6555668
محمد امجد نمبردار، چک 50/SP 0321-6538050
محمد آفتاب طیبی، چک شفیع 0343-2199255
راؤ محمد یونس طیبی، چک شفیع 0304-8331497

اوکاڑہ ، بصیر پور ، دیپالپور

شیخ محمد لطف اللہ انجم نقشبندی، بصیر پور 0322-7022792
محمد اشرف وٹو طیبی، بصیر پور 0345-4857822
حاجی محمد عاشق طیبی، تحصیل امیر دیپالپور 0300-7954818
حافظ محمد عثمان طیبی 0321-5302421
حاجی محمد انور 0308-1453872

گوجرانوالا

رانا محمد عرفان طیبی، کسیرہ بازار نزد بلال ہوزری 0303-3177294

سندھ محمد نعیم طیبی، سانگھڑ روڈ، نواب شاہ، 0301-7298134

جھنگ چوہدری محمد فاروق گجر طیبی 0333-6745118

راولپنڈی

شبیر حسین طیبی، ایئر پورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی 0300-5566095

فہرست مضامین

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

مرکزی تنظیم آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا

زیر سایہ

مخدوم المشائخ حضرت پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی — پیر سیّد محمد میرام بخاری مدظلہ العالی

زیر نگرانی

پیر سیّد شہریار شاہ بخاری مدظلہ العالی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف)

مرکزی رابطہ کار

محمد سمیع اللہ نوری طیبی 0321-4471746

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع اوکاڑہ

حاجی محمد عاشق طیبی 0300-7954818	حافظ عثمان طیبی 0321-5302421	حاجی محمد انور 0308-1453872

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع لاہور

پیر ملک محمد اسلم طیبی 0300-9441787	محمد ظاہر سکھیرا 0302-0407592	حافظ محمد وسیم 0302-4226674

نگران ٹاؤن ضلع لاہور

پیر وارث علی طیبی	قصور روڈ	0321-4871750	عطاء اللہ طیبی	نشتر ٹاؤن	0322-4920685
راجہ داؤد جاوید طیبی	عزیز بھٹی ٹاؤن	0321-7888817	ظاہر سکھیرا طیبی	واہگہ ٹاؤن	0333-4701737
پیر غلام مرتضیٰ طیبی	شالیمار ٹاؤن	0323-4339484	عدنان سکھیرا طیبی	علامہ اقبال ٹاؤن	0322-4880818
ملک مدثر طیبی	سمن آباد ٹاؤن	0302-4102621	جنید تجمل	راوی ٹاؤن	0335-4385033
گلزار احمد طیبی	رائے ونڈ روڈ	0321-4906411	فتح محمد طیبی	گلبرگ ٹاؤن	0321-4127540

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع بہاولنگر

پیر محمد افضل باجوہ طیبی	خادم آباد بہاولنگر	0300-7925643	پیر حافظ نعمت اللہ طیبی	فقیر والی	0302-7446689
محمد حنیف وٹو طیبی	ڈونگہ بونگہ	0305-7702735	پیر قاری مدثر حسین طیبی	ہارون آباد	0301-7913089
گلزار احمد طیبی	چشتیاں شریف	0305-5519200	محمد یوسف طیبی	ڈاہرانوالا	0300-2021078
پیر محمد امین طیبی	منچن آباد	0301-7688394	حاجی غلام رسول طیبی	فورٹ عباس	0302-7548078
شیخ محمد نصر اللہ	نظام پورہ بہاولنگر	0300-7587107			

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع پاکپتن

پیر محمد علی شاکر 0307-6374030	پیر عبدالودود طیّبی 0322-7840627	ڈاکٹر شوکت سکھیرا 03041598651

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع وہاڑی

پیر شفقت طیّبی 0301-79952	پیر فتح اللہ طیّبی 0306-6909760	محمد طاہر غنی 0300-6875903

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع ساہیوال

پیر رحمت اللہ طیّبی 0301-6915507	پیر احسان الحق طیّبی 0345-7434432, 0302-7965431
پیر جمیل احمد صاحب 0345-7119749,03009698749	پیر سیّد فیاض حسین شاہ 0300 4937266

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع فیصل آباد

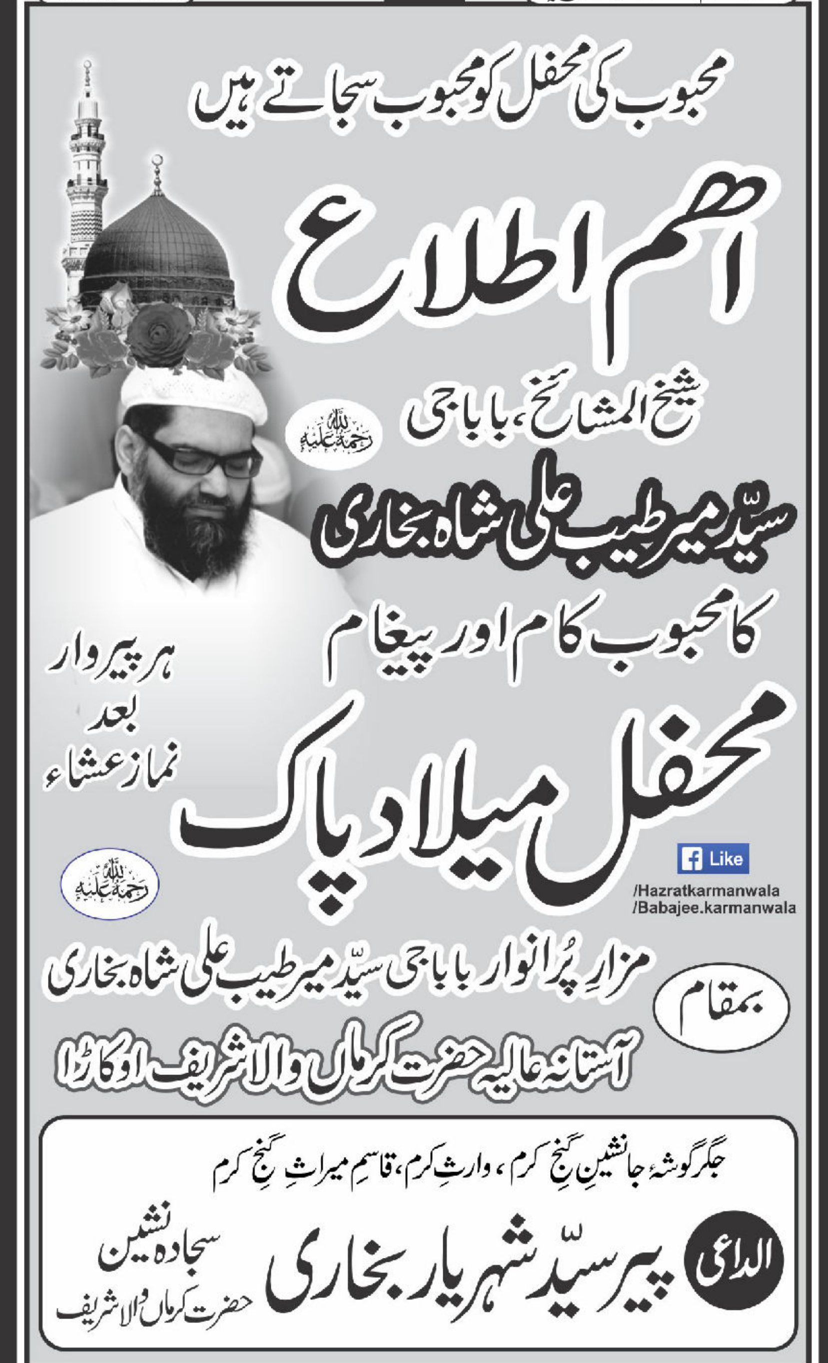
ملک اشفاق احمد 0322-6233239	پیر عبدالغفار طیّبی 0301-3201484

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع قصور

پیر محمد حنیف طیّبی 0344-4722837	پیر عیش محمد طیّبی 0303-5418456

دیگر اضلاع

محمد ذیشان افضل طیّبی، کوٹ عبدی خاں	گوجرہ ضلع ٹوبہ	0303-7076450
چوہدری محمد فاروق گجر طیّبی	جھنگ	0333-6745118
پیر محمد دین طیّبی	لیہ بکھر	0321-4509712
پیر محمد حفیظ احمد طیّبی	ڈیرہ اسماعیل خان، گجرات	0302-6271085, 0346-0461385
پیر گلزار احمد طیّبی	بہاولپور	0306-7241553, 0346-1705325
رانا لقمان طیّبی	لودھراں	0309-9000183
پیر محمد احسان طیّبی	ملتان شریف	0301-6915507
اسد اللہ سلیم طیّبی	اسلام آباد	0300-4672459
سردار فتح اللہ ڈوگر طیّبی	شیخوپورہ	0301-4362377 , 0346-6322910
رانا محمد عرفان طیّبی	گوجرانوالا	0303-3177294 , 0322-5639103
پیر میاں کاشف رشید طیّبی صاحب	خانیوال	0300 8400919
وجاہت حسین بھلی	سیالکوٹ	


محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
اہم اطلاع
شیخ المشائخ، باباجی رحمۃ اللہ علیہ
سیّد میر طیب علی شاہ بخاری
کا محبوب کام اور پیغام
محفل میلاد پاک
ہر پیر وار
بعد
نماز عشاء
رحمۃ اللہ علیہ
Like
/Hazratkarmanwala
/Babajee.karmanwala
بمقام
مزارِ پُرانوار باباجی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری
آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا
جگر گوشہ جانشینِ گنجِ کرم، وارثِ کرم، قاسمِ میراثِ گنجِ کرم
الداعی
پیر سیّد شہریار بخاری
سجادہ نشین
حضرت کرماں والا شریف

ماہنامہ "مجلّہ" حضرت کرماں والا

کی تقریباً ڈیڑھ سال کے تعطل کے بعد دوبارہ اشاعت شروع کرنے پر

قاسمِ فیضانِ کرم، جانشینِ گنجِ کرم و باباجی سرکارؒ، جگر گوشۂ باباجی سرکارؒ

پیر سیّد شہریار بخاری

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا

اور آپ کی طرف سے مقرر کردہ نئی انتظامیہ

بالخصوص مدیرِ اعلیٰ جناب محمد سمیع اللہ نوری طیّبی کو

ڈھیروں مبارک باد

منجانب

پیر ڈاکٹر رحمت اللہ طیّبی (چیچہ وطنی)، پیر محمد علی شاکر طیّبی (پاکپتن شریف)

پیر شفقت علی طیّبی، محمد شہباز طیّبی (بورے والا)، محمد طاہر غنی (وہاڑی)، غلام مصطفےٰ طیّبی

رانا محمد لقمان طیّبی (خیر پور)، عبدالباسط طیّبی (لانگری)، چوہدری حق نواز طیّبی (ٹھیکیدار)

پیر محمد طاہر آصف طیّبی (اسلام آباد)، قیصر عباس بھٹی طیّبی، قاری محمد عثمان طیّبی (اوکاڑا)

محمد عدنان طیّبی (لاہور)، محمد کامل طیّبی، محمد احمد طیّبی، بابا فتح اللہ نواب (سیالکوٹ)

ندیم اقبال طیّبی، محمد مجید طیّبی، محمد عزیز طیّبی، حافظ محمد حمزہ طیّبی (لاہور)، محمد اکرم طیّبی



مڈل و میٹرک پاس
طالبات کے لیے
عالمہ فاضلہ درسِ نظامی کلاسز میں
داخلہ شروع



تنظیم المدارس بورڈ سے الحاق شدہ

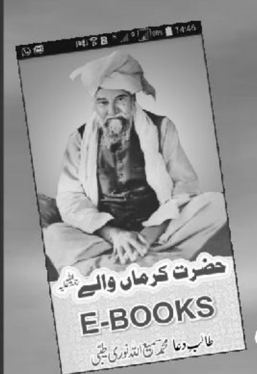
Like /Hazratkarmanwala
/Babajee.karmanwala

حضرت کرماں والا گرلز کالج اینڈ یونیورسٹی

آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا

برائے معلومات 0321-4471746

حضرت صاحب کرماں والے رحؒ کے حالات و واقعات سے آراستہ



تاریخی و نادر کتابوں پر مشتمل





موبائل ایپ Application

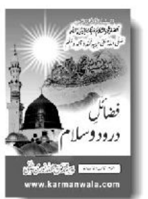
گوگل پلے سٹور سے انسٹال کریں



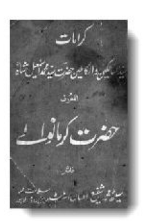


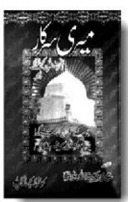


درج ذیل کتابیں (PDF) برائے مطالعہ/ ڈاؤن لوڈ دستیاب ہیں



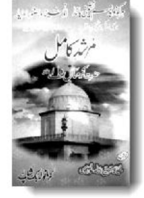


















www.karmanwala.com



آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کی زیرِ سرپرستی

تعلیمی، تعمیری، فلاحی منصوبہ جات کی تکمیل کے لیے

زکوٰۃ — صدقات — فطرانہ

عُشر — فدیہ — کفارہ

کیوں کہ آپ کی دی ہوئی امداد

- کسی کا اُجڑا ہوا گھر بسا سکتی ہے
- کسی غمگین کو خوشیاں دے سکتی ہے
- کسی فاقہ کش کی بھوک مٹا سکتی ہے
- کسی محتاج کے لیے سہارا بن سکتی ہے
- کسی کے قلب میں علم کا نور بسا سکتی ہے
- کسی پریشان حال کو آسودگی بخش سکتی ہے
- کسی بے سہارا کے لیے سائباں بن سکتی ہے
- کسی غریب کے آنگن میں خوشحالی اُتار سکتی ہے

اپنے عطیات، صدقات و زکوٰۃ اس پتہ پر بذریعہ چیک یا ڈرافٹ ارسال فرمائیں۔

آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف جی۔ٹی روڈ، اوکاڑا
+92 321 4471746



Hazrat
Karmanwala
Petroleum Service



Prop.
Ch. Imran Mehmood

0321-9464455, 0333-9871111

6-KM Bahawalnagar Road Minchinabad

بہاولنگر روڈ منچن آباد

آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف جی۔ٹی روڈ اوکاڑا میں

خدمت/ملازمت کے مواقع

مختلف شعبہ جات کو نئے سرے سے متحرک/فعال کیا جا رہا ہے جو گذشتہ مہینوں میں غیر فعال ہو گئے تھے اور بعض کو مزید فروغ دیا جا رہا ہے چنانچہ کارکن/خادم/ورکر درکار ہیں لہذا درج ذیل شعبہ جات سے متعلقہ خدمت/ملازمت کے خواہشمند حضرات رابطہ کریں، معقول وظیفہ/رہائش اور کھانا دیا جائے گا۔

شعبہ	تفصیل
شعبہ سیکیورٹی	سیکیورٹی سے متعلق افراد خصوصاً پولیس اور فوج سے ریٹائرڈ
شعبہ لنگر شریف	سالن/روٹی/دیگ بنانے کے لیے اور کچن ہیلپر
شعبہ صفائی	لنگر خانہ، وضو خانہ، مسجد اور باتھ رومز کی صفائی وغیرہ
جنرل ورکرز	مختلف چھوٹے بڑے کاموں کے لیے

برائے رابطہ/تفصیلات/انٹرویو 0321-4471746

CV بھیجنے کے لیے info@tayyabi.com

آپ بھی لکھاری بن سکتے ہیں

''ماہنامہ مجلّہ حضرت کرماں والا'' کی طرف سے آپ کو دعوت دی جاتی ہے کہ آپ اپنے جذبات، خیالات، تاثرات اور واقعات تحریری طور پر لکھ کر یا واٹس ایپ کے وائس پیغام میں بول کر ہمیں بھیج دیں۔ آپ کی کاوش کو نوک پلک سنوار کر ایک عمدہ تحریر میں بدلنا ہمارا کام ہے جس کے لیے آپ درج ذیل ای۔میل یا واٹس ایپ پر اپنی کاوش ارسال کر دیں۔

واٹس ایپ نمبر 0321-4471746

ای۔میل info@tayyabi.com

اظہارِ تعزیت

قارئین سے التماس ہے کہ براہِ مہربانی فاتحہ خوانی / ایصالِ ثواب کردیں

☆ گذشتہ دنوں آستانہ عالیہ گھنگ شریف کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ میاں غلام دستگیر صاحب رضائے الٰہی سے واصل بحق ہو کر اِس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کی نمازِ جنازہ جگر گوشہ اور فخر وخوشبوئے شیر ربانی، درویش کامل صاحبزادہ میاں محمد صالح شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب نے پڑھائی جس میں مریدین، متوسلین اور اہل اسلام کی کثیر تعداد نے شمولیت اختیار کی۔ آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف بھی متوسلین کے غم میں برابر کا شریک ہے اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے درجات میں بلندی کے لیے دعا گو ہے۔

☆ غلام مصطفیٰ طیبّی کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔

☆ پیر ڈاکٹر رحمت اللہ طیبّی کے بھائی، نعت خواں، عاشقِ رسول جناب محمد رشید قادری قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔

☆ محترم رحمت علی (183EB) کی زوجہ محترمہ وفات پا گئیں۔

☆ میاں فیض رسول لالیکا رضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔

ضروری اطلاع

آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا کے حوالے سے کوئی بھی خبر یا پوسٹ بغیر تصدیق واجازت کوئی بیلی شیئر نہ کرے۔ شکریہ

آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف، اوکاڑا

0321 - 4471746

حمد باری تعالیٰ

دیئے ہیں تو نے لب اسے تیری ثنا ہے لازمی

سنا ہے پہلے نور سے، وہ رحمتِ ﷺ جہاں بنے
پھر خدا نے کن کہا، زمین و آسماں بنے
بنائے یہ پہاڑ جن کے دامنوں میں وادیاں
بہار آئی چار سو، تو کھیت گلستاں بنے
یہ قمر، شمس و کہکشاں، ستاروں کے یہ کارواں
ہیں سب خدا کہ حکم سے، یہ نور کا سماں بنے
ہیں سب خدا کی نعمتیں، جواہرات و بارشیں
بغیر اُس کے کون ہے، جو اتنا مہربان بنے
حیات تُو ہے بخشتا، یہ موت تیرے دم سے ہے
تو کیا ضروری ہے کہ پھر سعیدؔ بدگماں بنے
دیئے ہیں تو نے لب اُسے تیری ثنا ہے لازمی
سعیدؔ پائے نعمتیں تو کیوں وہ بے زباں بنے

☆۔ اکرم سعید اکرم
چیچہ وطنی

نعت شریف

چمکتی ہوئی روضے کی سنہری جالی دیکھوں
نور کی بارش، مسجد نبی ﷺ کی عالی دیکھوں

دیکھوں میں اصحابِ صفہ کا مسکن
ٹکڑا وہ زمیں کا ، بہشت مثالی دیکھوں

گونجے جب گلیوں میں اللہ اکبر کی صدا
طیبہ کی فضاء میں ادائے بلالی دیکھوں

بوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ ،عثمان رضی اللہ عنہ وعلی حیدر رضی اللہ عنہ
یارانِ نبی ﷺ کی یادِ جمالی دیکھوں

آقا ﷺ نے کہا جس کو ریاض الجنۃ
جنت سے بھی اولیٰ تشبیہہ کمالی دیکھوں

جھکتے ہیں جہاں آ کر سردارانِ زمانہ
سر اپنا جھکا کر شان نرالی دیکھوں

آقا ﷺ جو نوازیں مجھے ہو خوب نظارا
پہنچوں میں مدینے ، خود کو سوالی دیکھوں

مجھ کو بھی ثنآء ، اللہ توفیق وہ بخشے
اپنی آنکھوں سے میں طیبہ کا والی دیکھوں

ثناء اللہ طیبؔی
مجددی نقشبندی

دیدہ بینا

تبلیغ کی ضرورت

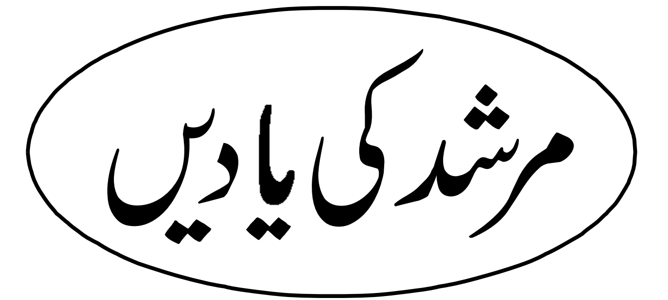
میں میٹرو اسٹیشن کی طرف جا رہا تھا ـــــ وہ تیزی سے آیا اور میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا ـــــ میری چلنے کی رفتار ذرا تیز ہوتی ہے ـــــ اُسے برابر رہنے کے لیے کوشش کرنی پڑ رہی تھی ـــــ میں نے محسوس کیا وہ کچھ کہنا چاہتا ہے ـــــ اُسکی طرف دیکھا تو شکل سے ہندوستانی معلوم ہوا ـــــ وقت کیا ہو گیا ہے؟ ـــــ مخصوص ہندوستانی انداز کے ساتھ انگریزی میں اُس نے پوچھا ـــــ میں نے وقت بتا دیا ـــــ اب وہ پھر مجھے بغور دیکھ رہا تھا ـــــ چند ساعتوں کے توقف کے بعد کہنے لگا ـــــ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کو اُلجھن نہیں ہوتی؟ ـــــ جی کس بات پر؟ ـــــ اس بار میں نے چند فرلانگ پر واقع میٹرو اسٹیشن کی طرف دیکھتے ہوئے استفسار کیا ـــــ ”یہی جو آپ کے چہرے پر اتنے زیادہ بال ہیں“ ـــــ سوال قدرے عجیب تھا ـــــ آپ کے بھی سر پر بال ہیں، کبھی اُلجھن ہوئی؟ ـــــ میں نے اُس کے سر کی طرف دیکھ کر جواباً سوال پوچھا ـــــ وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا ـــــ جی یہ تو قدرتی بال ہیں ـــــ میں نے حیران لہجے میں کہا ـــــ آپ کو میری داڑھی کے بال مصنوعی معلوم ہو رہے ہیں؟ ـــــ میری بات سن کر وہ تھوڑا سا جھینپ گیا مگر ہار ماننے کی بجائے کہنے لگا ـــــ میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں ـــــ آپ کو اِن بالوں کی وجہ سے اپنے چہرے پر گرد و غبار اور گندا سا محسوس نہیں ہوتا؟ ـــــ میں نے ایک گہری سانس لی کیونکہ میں اُس کا مسئلہ سمجھ گیا تھا ـــــ میں نے سوچا غیر مسلم ہوگا ـــــ تو

ہی اِس طرح کی باتیں کررہا ہے —— بہرحال مجھے جواب دینا تھا —— ایک دن میں کتنی مرتبہ آپ اپنے سر کے بالوں کو دھوتے ہیں؟ —— میں نے لہجے کی شائستگی کو برقرار رکھ کر جواب میں سوال کر دیا —— جی تقریباً روزانہ نہاتا ہوں —— اُس نے بھی مسکرا کر جلدی سے جواب دیا —— میں نے پھر پوچھ لیا —— دن میں کتنی مرتبہ؟ —— اُس نے سپاٹ لہجے میں کہا —— زیادہ تر ایک مرتبہ اور کبھی دو مرتبہ —— میں زیرلب مسکرا دیا کیوں کہ جواب میری توقع کے مطابق تھا —— برادر! میں دن میں کم از کم چار سے پانچ مرتبہ اپنا چہرہ اور داڑھی کو اچھی طرح دھوتا ہوں —— اِس لحاظ سے آپ کے سر کے بالوں سے کہیں زیادہ میری داڑھی کے بال صاف ستھرے ہیں —— میرا یہ جواب سُن کر اُسے چپ لگ گئی —— میٹرو اسٹیشن قریب آ گیا تھا —— اُس نے اچانک میری طرف مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا —— اور اپنا نام بتایا، ''رحمٰن'' —— میں نے حیرت سے اُسے دیکھا اور افسوس کے ساتھ دوبارہ سامنے دیکھنے لگا —— وہ مسلمان تھا —— ہندو، سکھ یا کافر نہیں تھا —— مگر اُس کی سوچ کا انداز یکسر غیر مسلم تھا —— ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ یہ مسئلہ بہت عام ہے —— مگر پاکستان میں بھی ایسے بہت سارے افراد ہیں جنہیں بتانے، سمجھانے اور تبلیغ کرنے کی ضرورت ہے —— مگر شائستگی، دلیل، محبت اور احترام کے ساتھ ——

والسلام الیٰ یوم القیام

ثناء اللہ

پیر ثناء اللہ طیّبی
مجددی نقشبندی
ایڈیٹر
ماہنامہ ''مجلّہ حضرت کرماں والا''



حضور شیخ المشائخ، فخر و نازِ گنج کرم، جانشینِ گنج کرم، اِمام و پیشوائے سلسلہ عالیہ طیّبیہ

باباجی سیّد میر طیّب علی شاہ بخاری

باباجی حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

یادیں بہتی ہوئی موجوں جیسی ہوتی ہیں۔ جس طرح یکے بعد دیگرے لہریں بنتی اور سفر کرتی ہیں، اِسی طرح یادیں بھی بنتی، اُبھرتی، بلند ہوتی اور مسلسل رواں رہتی ہیں۔ یادوں میں پاکیزگی جب اپنی انتہاء کو چھونے لگتی ہے تو اللہ والوں کی باتیں ہماری یادوں میں تازہ ہو جاتی ہیں۔ اُسی تازگی سے سرشار کچھ لفظ ذہن میں چھلک رہے ہیں۔ تو پھر چلیے! اِس تحریر سے ہم حضور شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ کی یادیں تازہ کرتے ہیں اور اپنے ایمان کو عظیم روحانیت سے روشن و منور کرتے ہیں۔

از قلم

ثناء اللہ طیّبی

مجددی نقشبندی

ہوش سنبھالنے کے بعد ہر پہلا تجربہ یا واقعہ انسان کے ذہن میں ہمیشہ کے لیے

محفوظ ہو جاتا ہے۔ میں نے اکیلے، یعنی کسی بڑے کی ہمراہی کے بغیر، اپنی زندگی کا سب سے پہلا سفر اپنے پیدائشی شہر دیپال پور سے حضرت کرماں والا شریف تک ہی کیا تھا۔ لیکن ایسا نہیں تھا کہ میں پہلی مرتبہ گیا تھا بلکہ اِس راستے پر اکثر و بیشتر سفر کرنے کی وجہ سے میرے لیے راستے کا ہر نشان جانا پہچانا اور بیحد شناسا سا تھا۔

مجھے آج بھی اچھی طرح یاد ہے کہ والدِ گرامی (ملک نصر اللہ خاں اعوان، سیکرٹری صاحب) میرے بچپن سے ہی مجھے اپنے ساتھ لے کر باقاعدگی کے ساتھ جمعۃ المبارک کی ادائیگی کے لیے حضرت کرماں والا شریف جایا کرتے۔ قریباً سات یا آٹھ سال کی اُس عمر میں بھی میں بآسانی محسوس کر سکتا تھا کہ باقی جگہیں عام سی محسوس ہوتی تھیں جبکہ حضرت کرماں والا شریف ہر جگہ سے الگ، منفرد، اعلیٰ اور ارفع دکھائی دیتا۔ اُس مٹی کی ایک اپنی ہی خوش بو تھی۔ ماحول کا اپنا اِک الگ اور جداگانہ انداز تھا۔ ہوا ایسی نرم و گداز کہ بچہ ماں کی آغوش تک بھول جائے۔ فضاء اتنی معطر و محترم کہ دل باوضو مؤدب ہو جائے۔ دھوپ میں تمازت سے زیادہ شفقت کی گرمائش پائی جاتی۔ دَر و دیوار زبانِ حال سے بول کر بتاتے کہ اِس جہان ہی سے نہیں کیوں کہ حضور گنج کرم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت باکمال سے مشرف ہو چکے تھے۔ درخت ادب سے سرو قد ایسے خاموش جیسے کہ نقشبندی ہونے کا احساس اُجاگر کر رہے ہوں۔ شاخیں جھوم جھوم کر اپنی قسمت پر ناز کرتی دکھائی دیتیں جبکہ پتے خوب جوش کے ساتھ ناچ کر بے آواز طریقے سے اپنی خوشی کا بے پایاں اظہار کرتے معلوم ہوتے تھے۔ الغرض دامن لفظوں کی تنگی کا شکار ہونے کی وجہ سے کما حقہٗ اُس کیفیت کو بیان کرنے سے قطعی قاصر ہوں کہ جسے میرے ذہن و دل نے حضرت کرماں والا شریف کی پاک زمین سے محسوس کیا ہے۔

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی آخری رہائش گاہ قدیم حویلی مرکزی سڑک پر ہی واقع تھی جس کی تعمیر و بناوٹ سے ہی پتہ چلتا تھا کہ اِسے بڑی چاہت سے بنایا گیا ہے۔ (آثار و حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ مشہورِ زمانہ زرعی و عمارتی ماہر انجینئر رائے بہادر

سرگنگا رام نے اِس حویلی کو ڈیزائن کر کے تیار کروایا تھا)

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اِس حویلی کے ساتھ بیحد لگاؤ تھا جس کی بنیادی وجہ یقینی طور پر حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ سے اِسکی نسبت تھی۔ آپ نے اپنے بچپن اور جوانی کے شب و روز اِسی حویلی کے مختلف حصوں میں گذارے تھے اور اِسی حویلی میں آپ نے ذاتی رہائش بھی رکھی ہوئی تھی۔ اندرونِ خانہ کی طرف کھلنے والے دروازے کے ساتھ ہی ایک کمرہ تھا جسے کُنڈی والا کمرہ کہا جاتا تھا، اُس کمرے میں حضور شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر آرام فرمایا کرتے تھے۔ سامنے ہی واقع برآمدے میں لنگر خانہ ہوا کرتا تھا، یوں بیلی لنگر خانے سے سیر ہو کر حضور شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضری دیا کرتے اور آپ بڑی ہی محبت و شفقت کے ساتھ اپنے بیلیوں کے لیے دعا فرماتے۔ دعا میں نمایاں الفاظ وہی ہوتے جو آپکے دادا جان اعلیٰ حضرت پیر سیّد محمد اسمٰعیل شاہ بخاری حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے یعنی ''رب کریم خیر فرماوے''۔

جس کمرے میں حضور شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ اکثر آرام فرما ہوتے تھے، اُس کے بالمقابل ہی وہ خاص کمرہ تھا جس میں آپکے دادا جان حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ آرام فرمایا کرتے اور آپ نے اپنی حیات کے آخری ایام گذارے تھے۔

حضور شیخ المشائخ، بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک الگ قلندرانہ شان و مزاج سے متصف تھے۔ کئی مرتبہ آپ طویل وقت مستغرق و محو ہوتے یہاں تک کہ قریبی خدام و بیلی بھی سمجھ نہیں پاتے تھے اور کئی مرتبہ آپ کے ساتھ مسلسل جاگتے رہنے والے تھک جاتے مگر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ ظاہراً بھی تھکن وغیرہ سے مبراء اور بالا دکھائی دیتے۔ آپ کی قوت و صلاحیت ظاہری سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ اللہ کریم نے خاص مقام و مرتبے سے آپ کو نوازا ہوا ہے۔

حضور شیخ المشائخ، بابا جی رحمۃ اللہ علیہ پرانے بیلیوں سے حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں سننا پسند فرمایا کرتے تھے۔ حضرت کرماں والا شریف میں رہائش پذیر معمر

بیلیوں کو بطورِ خاص پیغام بھیج کر ملاقات فرماتے۔ اکثر اوقات گفت وشنید کے دوران ہی حاجی محمد شفیق نقشبندی صاحب سے فرمائش ہوتی کہ وہی کلام سنائیں جو آپ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا کرتے تھے چنانچہ وہ اپنی پُرسوز گھمبیر آواز میں نعت شریف پڑھتے اور وجد آفریں سماں باندھ دیا کرتے تھے جسے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی دل آویز مسکان اور تائید وتعریف مزید دوبالا کر دیتی۔

یہاں پر مجھے اپنے بیتے ہوئے لمحات یاد آتے ہیں اور پلکیں بھیگ جاتی ہیں کہ وہ کیسا وقت اور منظر ہوا کرتا تھا جب بابا جی رحمۃ اللہ علیہ مجھے بھی نعت شریف پڑھنے کے لیے ارشاد فرماتے اور میری کوشش ہوتی کہ خوب ذوق ومحبت کے ساتھ ایسا کلام پڑھوں کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ راضی ہو جائیں۔ دراصل باقی انعامات تو آنکھوں سے اوجھل تھے مگر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خوشی اور رضا نقد سودا ہوتا تھا اِس لیے زیادہ تر وہی پیشِ نظر رہتا۔

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی قدیم حویلی کے بالکل سامنے مسجد واقع تھی جس میں جمعہ کی نماز ہوتی۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ جب تشریف لاتے تو خطبہء جمعہ پڑھا جاتا اور پھر نماز ہوتی۔ نماز کے بعد بصد عقیدت واحترام کے ساتھ کھڑے ہو کر سب درود وسلام پیش کرتے۔ درود وسلام پیش کرنے کے لیے بھی پیر حاجی محمد شفیق رحمۃ اللہ علیہ اپنے جداگانہ اور منفرد انداز میں کلام پیش کرتے۔ مجھے آج بھی یاد ہے کہ اُن کا پڑھا ہوا کلام سُن سُن کر مجھے یاد ہو گیا جو کہ آج بھی ذہن کے نہاں خانوں میں محفوظ ہے۔ بچپن میں جب مختلف محافل میں نعت خوانی کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی سعادت ملتی تو میں بھی پیر حاجی محمد شفیق رحمۃ اللہ علیہ کی طرح سلام پڑھتا اور سننے والے خوب مسرور ہوتے کیوں کہ وہ انداز واقعتاً مجھے آج تک کسی دوسرے نعت خواں یا کلام پڑھنے والے میں ہرگز نظر نہیں آیا۔

حضور شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ کریم کے جس پہلو پر بھی نظر ڈالیں، عشق رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پُرنور، مسحور، پُرکیف اور جذب ومستی میں ڈوبا ہوا نظر آئے گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گفت گو، خیالات، نظریات، نشست، میل جول، اوڑھنا بچھونا ہر چیز کی ابتداء و انتہاء کا مرکز و محور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا کچھ نہ تھا۔

اگرچہ صدیوں سے مسلمان اُسی عقیدے پر راسخ تھے جو صحابہ کرام سے چلا، پھر تابعین اور تبع تابعین سے ہوتا ہوا اولیاء کے ذریعے ہم تک پہنچا تاہم گذشتہ صدی سے دورِ پُرفتن کا آغاز ہوا جس میں شک کا غبار اُڑایا جانے لگا، زبانِ طعن دراز ہوئی، سازشوں نے جنم لیا، اعتراضات کی گندگی پھیلنے لگی اور لوگوں کے عقیدے پراگندے ہونے لگے۔ اہلِ محبت نے آغاز سے ہی فتنوں کو مٹانے کے لیے کوششوں کا آغاز کر دیا تھا۔ باباجی حضور رحمۃ اللہ علیہ کا فروغِ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مشن بھی ایسی کاوشوں کو تیز کرنے کے لیے زور و شور سے جاری تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اہلِ محبت سے بہت زیادہ شفقت فرماتے مگر بدعقیدہ اور پراگندہ ذہنوں کے لیے سختی کا عنصر اُبھرآتا تاہم بعد میں آنے والے سالوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بغرض تبلیغ ایسے لوگوں کے ساتھ بلاواسطہ سختی کرنے کی بجائے اُن کی بہتری و اصلاح کو مقدم کر دیا۔ بہرحال حقیقت یہی ہے کہ باباجی حضور رحمۃ اللہ علیہ اپنے جذبہء محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیشِ نظر کسی بدعقیدہ سے لین دین، معاملہ کرنا، کسی قسم کی قلبی یا ذہنی وابستگی سے سخت احتراز فرماتے حتیٰ کہ ایک دور ایسا بھی تھا کہ اگر اچانک کسی بدعقیدہ سے ملاقات ہو جاتی تو بعد میں ہاتھ دھو لیتے۔ دوسری جانب اہلِ محبت، اہلِ حق، اہلِ سنت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق سے سرشار لوگوں کے ساتھ آپ انتہائی زیادہ محبت و شفقت فرماتے اور اس قدر پیار نچھاور کرتے کہ سننے دیکھنے والے حیران اور دنگ رہ جاتے تھے۔

کبھی کبھار باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت اتنی جذب و مستی والی ہو جاتی کہ آپ بے حد درد بھرے کلام پُرسوز آواز میں پڑھتے۔ ترنم بھی بہت زیادہ بھرپور ہوا کرتا تھا۔ کئی مرتبہ ساری رات گذر جاتی اور آپ خود بھی کلام پڑھتے اور دیگر بیلیوں سے بھی سنا کرتے تھے۔ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باتیں سنتے اور سناتے، درود شریف بھی گفتگو کا موضوع ہوتا اور سرکارِ

مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد میں وقت کے گذرنے کا پتہ ہی نہ چلتا۔ حضور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں سوز و گداز اور کیف و مستی کا رنگ نسبتاً گہرا دکھائی دیتا تھا۔ آپ کی استراحت، سفر و حضر، خوراک اور گفتگو میں بھی یہ رنگ پوری آب و تاب کے ساتھ نمایاں تھا۔ ہر معاملے میں غیر معمولی کمال، قوت اور صلاحیت محسوس ہوتی جس کی بناء پر آپ کی شخصیت بالکل الگ تھی۔ آپ جہاں تشریف لے جاتے، صاف پتہ چلتا تھا کہ یہ ہستی ہرگز معمولی نہیں بلکہ بہت غیر معمولی شان و شوکت کی مالک شخصیت کے طور پر آپ پہچانے جاتے۔

میرے پیدائشی و آبائی شہر دیپال پور میں اگر آج بھی کسی شخص کے ساتھ بات چیت ہو تو حضور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ ذکر ہوتا ہے جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ جس وقت میڈیا کا دور دورہ نہیں تھا اور لوگوں میں بھی علم و معلومات کا فروغ صرف ضرورت و بنیاد کی حد تک تھا، اُس وقت میرے والدِ گرامی اور خاص طور پر بڑے بھائی (محمد سمیع اللہ نوری طیبیؒ) نے بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق شہر کے مختلف مقامات پر ذکرِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم الشان اجتماعات منعقد کیے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے ذکر کی محافل سجانے کی دعوت و تبلیغ کا کام کیا۔ اُن محافل میں بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری ہوتی اور مقامی لوگ جب آپ کی زیارت کرتے تو صرف آپ کی ایک جھلک ہی اُن کے دل کی دنیا میں تبدیلی اور انقلاب پیدا کرنے کے لیے کافی تھی۔ زیادہ تر طلباء اور نوجوان بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت و دعوت اور گفتگو سے متاثر ہو کر گرویدہ ہوئے اور پھر آپ کے بتائے ہوئے مشن پر چل پڑے۔

حضور شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری سے قبل میرے شہر میں لوگ روایتی پیری مریدی کے اندر جکڑے ہوئے تھے جس میں مرید کا مطلب سال بعد پیر کے پاس جانا اور خدمت کرنا شامل ہوتا تھا مگر بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ سے متعارف ہونے کے بعد عام لوگوں کے ذہن و خیالات کی تجدید ہوئی کہ مرید ہونے کے علاوہ کوئی مقصد اور مشن بھی ہونا چاہیے۔ اِسی

لیے زیادہ تر لوگ بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے گن گانے لگے اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم تحریک اور مشن کے ساتھ دل و جان سے منسلک ہونے لگے۔

میں آج بھی اپنے آبائی محلے کے کئی افراد کو بآسانی یاد کر سکتا ہوں کہ جو دیکھتے ہی دیکھتے بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و معتقد ہوئے۔ کوئی اِکا دُکا واقعات کی بات نہیں کر رہا جو شاید کبھی اتفاقاً بھی وقوع پذیر ہو جایا کرتے ہیں بلکہ کئی واقعات ہیں جو میرے ذہن میں آج بھی بسے ہوئے ہیں۔ ایک گھرانہ ایسا تھا کہ جو کافی امیر کبیر اور حکومتی اداروں میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے مگر کثیر تعداد میں بیٹیاں تھی جبکہ کوئی بیٹا پیدا نہیں ہوا تھا۔ اُنہوں نے بے شمار حکیم ڈاکٹر آزمائے، کئی جگہ پر جا کر دعا کروائی مگر بات نہیں بنی اور پھر جب بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کروائی، محفل میلاد شریف سجائی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک اہتمام سے کیا تو اللہ کریم نے بیٹا عطا فرما دیا۔ ایک شخص جو ہمارا ہمسایہ تھا اور دہی بھلے کی ریڑھی لگایا کرتا تھا، اُس کا بھی اکلوتا بیٹا تھا جب کہ کافی بیٹیاں تھیں، اُس نے بھی دعا کروائی اور اللہ کریم نے اُسے تقریباً بڑھاپے میں جا کر ایک اور بیٹا عنایت فرمایا۔ ایک غریب شخص جو کہ محکمہ ڈاک میں ملازم تھا، اُس پر بھی کچھ ایسی ہی نظرِ کرم ہوئی تھی کہ وہ بھی مرید ہوا اور اپنے چہرے پر سنتِ رسول بھی سجا لی تھی۔

دراصل یہ واقعات بہت تواتر کے ساتھ تھے اور اتنے زیادہ واضح تھے کہ شک کرنا بھی محال تھا چنانچہ بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محبت کرنے والوں کی تعداد میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوتا رہا۔ اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی شان و عظمت کے بارے میں ایک زمانہ متعارف تھا لیکن غور کیا جائے تو حضور سیّدی بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی اثر انگیزی کے فیوض و برکات اپنی جگہ پر منفرد اور نمایاں تھے۔

حضور شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقات اور لنگر شریف کی یادیں بھی تازہ ہیں۔ خاص طور پر جمعۃ المبارک کے دن جب کبھی صبح جلدی حضرت کرماں والا شریف پہنچ جایا کرتے تو لنگر شریف میں مٹی کے پیالوں میں انتہائی گاڑھی اور میٹھی لسی ہوتی جسے ہم خوب پیٹ بھر کر پیا

کرتے تھے۔لسی میں مکھن کے ذرات بھی کافی مقدار میں پائے جاتے۔اُس لسی کا ذائقہ آج بھی ذہن میں چاشنی سی گھول دیتا ہے۔ میں نے بچپن میں لنگر شریف میں جس طرح کی لسی پی ہوئی ہے، مجھے حضرت کرماں والا شریف کے علاوہ کہیں نہ ہی میسر آئی اور نہ ہی وہ ذائقہ کسی جگہ دوبارہ ملا۔آج میں برملا کہہ سکتا ہوں کہ اُس وقت ہم جسے لسی کہہ کر پی رہے ہوتے تھے وہ یقینی طور پر نور تھا، صرف لسی کی صورت میں تھا۔

کبھی کبھار لنگر شریف میں اچار میسر آتا جو کہ تندوری روٹی کے ساتھ ملتا۔ یہ وہ نعمتیں ہیں کہ جن کا آج کی نسل شاید تصور کر سکتی ہے اور جنہوں نے اِس نعمت سے شکم سیری کی ہوئی ہے یقیناً اُن کو تسلیم ہوگا کہ وہ کھانا با کمال تھا جس میں محبت و اخلاص سے بھرا ذائقہ تھا اور جو کہ بیش قیمت ہونے کی وجہ سے یادوں کے دریچے کے ساتھ چپک کر آج بھی بیٹھا ہوا ہے۔

حضور شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کبھی حصولِ برکت اور کبھی ایصالِ فیض کے لیے لنگر شریف تناول فرماتے اور اپنے ہر ملنے جلنے والے کو خاص تاکید فرمایا کرتے کہ لنگر شریف ضرور کھا کر جائیں۔دراصل اِس طرح آپ اپنے دادا جان حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے مہمان نوازی کا فریضہ پورا فرماتے۔

حضور شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی صورتِ مبارک کی نورانیت اور وجاہت دیکھ کر ہی کئی لوگوں کے ذہن و دل میں انقلاب پیدا ہو جاتا تھا۔حدیثِ پاک میں بھی آتا ہے کہ یقیناً ایسا مومن اللہ کا ولی ہوتا ہے کہ جس کو دیکھ کر خدا کی یاد آ جائے۔اِسی حدیث کے مصداق آپ کے چہرۂ مبارک پر اِک نور چمکتا رہتا تھا۔نورانیت پوری آب و تاب سے جگمگاتی تھی۔روشنی صورتِ مبارکہ سے ہویدا تھی۔ آپ کا قد مبارک ایسا تھا کہ اپنے ہمراہ لوگوں میں سب سے دراز قد دکھائی دیتے تھے لیکن آپ کا قد زیادہ لمبا بھی نہیں تھا۔بدن اطہر فربہ مائل تھا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اوائل جوانی سے ہی جسمانی کسرت کا شوق اور عادت ہونے کی وجہ سے بہترین صورت میں تھا۔آپ کا پیٹ اعتدال سے بڑھا ہوا نہیں دیکھا گیا۔آپ جس کسی محفل میں تشریف لے

جاتے تھے تو آپ کا رعب و دبدبہ سب لوگوں کو اپنے اثر میں جکڑ لیتا تھا۔

حضور شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ خود بھی باقاعدہ ورزش کیا کرتے تھے اور اپنے ساتھ رہنے والے کچھ بیلیوں کو تو باڈی بلڈنگ کے خطوط پر ورزش بھی کروایا کرتے اور اِس ضمن میں ایک پروگرام کے تحت اُن کو خوراک بھی دی جاتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کئی مرتبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو قوی اور طاقت ور مسلمان پسند ہے۔ آپ کی عادت مبارک تھی کہ پہلوانی کرنے والے افراد کے ساتھ رغبت کے ساتھ گفتگو فرماتے اور خصوصی توجہ سے نوازتے۔ جہاں تک میں نے دیکھا اور سمجھا کہ بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کو ایسے تمام لوگ ہی بہت پسند تھے جو محنتی، جفاکش، ہنرمند، لگن کے ساتھ کام کرنے والے، تعلیمافتہ اور پُرجوش و متحرک ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھار ارشاد فرمایا کرتے، کسی کہاوت میں ہے کہ ''مرے ہوئے کتے کو کوئی لات نہیں مرتا''۔ یعنی اپنے آپ کو غیر متحرک، ناکام، کاہل، سست یا کام چور بنانا سخت ناپسند فرماتے تھے۔ بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات کسی عمل، ورزش یا کسرت وغیرہ میں ایسے افعال ظاہر فرماتے کہ ساتھ رہنے والے دنگ رہ جاتے اور حیران ہوتے کہ یہ امر کسی عام انسان سے متوقع ہی نہیں مگر بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے لیے وہ کچھ زیادہ خاص نہیں ہوا کرتا تھا۔

حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا کے قریب ایک بڑی مرکزی نہر بہتی ہے جس میں پانی کا بہاؤ بھی تیز ہوتا ہے اور گہرائی بھی کافی زیادہ ہے۔ بابا حضور رحمۃ اللہ علیہ کی جوانی کے ایام میں کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُس نہر میں تیراکی کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے اور کافی زیادہ وقت تک پانی کے اندر رہ کر تیراکی کیا کرتے تھے جس سے آپ کی قوت و طاقت کے غیر معمولی ہونے کا اندازا ہوتا تھا۔

آپ کے ہمراہ چند بیلی ہوا کرتے تھے جو کئی مرتبہ اِس وجہ سے گھبرا جایا کرتے تھے کہ عام طور پر اتنی زیادہ دیر کے لیے پانی میں رہ کر تیراکی کرنا بہت مشکل نظر آتا تھا مگر یقیناً بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خداداد جسمانی قوت و طاقت اور غیر مرئی صلاحیت کا اندازا لگانا اُن کے بس کی بات

نہیں تھی۔

ایک دو افراد ایسے بھی تھے جو ذہن و دل کے کمزور تھے لہذا بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اُن کو منع فرماتے تھے کہ کسی کو آپ کے عوامل و معمولات کے بارے میں ذکر نہ کریں۔ اِس کے باوجود ایک بیلی جو ڈبل روٹی والی گاڑی چلاتا تھا، اُس نے اپنی والدہ سے تذکرہ کر دیا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اِس طرح میلوں لمبے فاصلے پر مشتمل تیراکی وغیرہ کرتے ہیں اور اُس خاتون نے بھی گھبراہٹ میں آ کر بابا جی حضور رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کو اندرونِ خانہ جا کر بتا دیا جس کی وجہ سے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کو بہت زیادہ فکر لاحق ہوئی اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی جواب طلبی ہوئی جس پر آپ نے اُس بیلی کو سخت ڈانٹا اور سزا کے طور پر اُس کی گاڑی کا نقشہ بھی بدلا جسے بعد میں مرمت بھی کروا دیا۔ دراصل بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ کریم جلشانہٗ نے ظاہری جسمانی طاقت سے بھی سرفراز فرمایا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عشق کی دولت سے مزین ایمانی و روحانی قوت بھی باکمال و بے مثال تھی۔ آپ کا جذبہ مشن اور مقصد کے لیے بھی بہت زیادہ توانا و مضبوط تھا جبکہ غیرت کے معاملے میں بھی آپ کا جوش دیدنی ہوا کرتا تھا۔ صاف پتہ چلتا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مولائے کائنات، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نسل پاک اور حسین پاک علیہ السلام کا مبارک خون ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دلیر و بہادر بھی تھے اور شجیع و دلاور بھی تھے۔ آپ غیور و متحرک بھی تھے اور سخی و ہمدرد بھی تھے۔ آپ بے حد رحیم و کریم بھی تھے اور شفیق و مہربان بھی تھے۔ الغرض آپ کی شان و عظمت بے حد باکمال تھی۔

میری یادوں کی بہتی لہروں میں جتنی بھی موجیں ہیں، سب کی سب مؤدب اور سر جھکائے ایک سے دوسرے واقعہ اور بات سے بات کی طرف بہتی چلی جا رہی ہیں۔ یہ بیان اِسی طرح جاری و ساری ہے۔ ان شاء اللہ مزید تفصیلات شامل ہوں گی۔ میں نے اِسے اپنے لیے سوت کی اَٹی خیال کیا ہوا ہے۔ یہ لفظ اُنہی کے کرم کا صدقہ ہے، اِسی لیے اُمید واثق ہے کہ ضرور بضرور مقبول بھی ہے اور منظور بھی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جلشانہٗ

پیشوائے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، مرشدِ حضرت خواجہ بابا امیر الدین کوٹلویؒ
تاج العارفین، برہان الواصلین، شیخ الکاملین، عارف باللہ، مجدد وقت

خواجہ پیر سیّد امام علی شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

مکان شریفی

حضرت پیر سیّد امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے ایک عظیم بزرگ ہیں۔ آپ حسینی نقوی سیّد ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۲۱۱ھجری میں مکان شریف (رتڑ چھتڑ، ضلع گورداس پور، پنجاب، بھارت) میں ہوئی۔ آپ کے والدِ محترم میر سیّد حیدر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپکے بچپن میں ہی انتقال کر گئے لہٰذا آپ کی والدہ اپنے دونوں بیٹوں کو لے کر اپنے والدین کے گھر چلی گئیں۔ دو ڈھائی سال بعد آپ کی والدہ آپ دونوں بھائیوں کو لے کر واپس مکان شریف تشریف لے آئیں۔ آپ نے درسی کتابیں مولوی فقیر اللہ صاحب دھرم کوٹی سے اور کچھ کتابیں مولانا نور احمد چشتی اور مولانا جان محمد چشتی سے مطالعہ فرمائیں اور کتبِ طب حافظ محمد رضا صاحب سے پڑھیں۔ آپ انتہائی درجہ کے قابل اور ذہین تھے، آپ کی قابلیت ہم سبقوں کے لیئے قابلِ رشک اور اساتذہ کے لیئے باعثِ مسرت و مزید عنایت تھی۔ سولہ سال کی عمر میں آپ نے اپنے استاد حضرت مولانا جان محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ پاکپتن شریف میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔

حضرت قیوم العالم سیّد امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی تربیت، حضرت شاہ حسین

نقشبندی مجددی مکانشریفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی جو آپ کے پڑدادا سیّد لطف کریم کے بھتیجے ہیں۔

آپ لڑکپن میں ہی حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے۔ حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کے بعد آپ نے ریاضات اور مجاہدات کو اپنے اوپر لازم کرلیا اور اس قدر سخت مجاہدہ فرماتے کہ ناقابلِ بیان ہے۔ اکثر نمازِ عشاء کے بعد حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ آرام فرماتے تو آپ مکان شریف سے باہر جنگل کی طرف رخ کرتے اور موضع کہنہ سے قریباً دو میل کے فاصلے پر واقع ایک جگہ ڈھولی ڈھاب سے متصل زمین پر مراقبے میں مشغول ہو جاتے اور صبح صادق کے ظاہر ہونے سے پہلے واپس مکان شریف کو روانہ ہوتے اور نمازِ فجر کے وقت اپنے پیرومرشد حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ ہر وقت اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں مصروف رہتے۔ آپ کو حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اس قدر عزیز تھی کہ مغرب کے بعد جب دیگر لوگ حلقہ میں حاضر ہوتے تو آپ حلقے کی طرف رجوع نہ کرتے بلکہ اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مشغول رہتے۔ آپ حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کے خاص منظورِ نظر تھے۔ حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ نے آپکی روحانی تربیت مکمل ہونے کے بعد آپ کو نقشبندی مجددی مکانشریفی خلافت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت پیر سیّد امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں کسی کو اپنا مرید نہیں بنایا اور خلافت واجازت سے سرفراز ہونے کے باوجود بھی اپنے مرشد کی خدمت اور صحبت کو غنیمت جانا۔ دو سال بعد آپ کے مرشد حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ مرشد کے وصال کے بعد آپ گوشہ نشینی اختیار کرنا چاہتے تھے لیکن آپ کے مرشد نے حکم دیا کہ گوشہ نشینی کو اختیار نہ کریں بلکہ طالبانِ حق کو فیضیاب فرمائیں۔ لہٰذا آپ نے گوشہ نشینی کا ارادہ ترک کر دیا اور سلسلے کی ترویج کی طرف مائل ہوئے۔

ابتداء میں چند آدمی مرید ہوئے۔ اس وقت مائی صاحبہ چکی پیسا کرتیں اور روٹی پکاتیں جو مریدین اور مسافرین کو کھلائی جاتیں۔ پھر دن بدن معتقدین کی تعداد بڑھنے لگی

تو درویش چکی پیستے اور روٹیاں اندر سے پک کر آتیں، پھر اس سے بھی کام نہ چل سکا تو ایک خراس لگایا گیا جسے درویش چلاتے اور آٹا پیستے، ایک تنور لگایا گیا جس میں روٹیاں پکائی جاتیں۔ رفتہ رفتہ یہ حالت ہوئی کہ دو تین خراس رات دن چلتے رہتے اور تین چار تنور ہر وقت گرم رہتے اور دیگیں گوشت و دال کی چڑھی رہتیں اور ہر وقت کھانا تقسیم ہوتا رہتا۔ لوگوں کا وہ رجوع ہوا کہ پنجاب، ہندوستان، افغانستان، بلخ، بخارا، ترکستان اور عرب کے لوگ جوق در جوق درِ اقدس پر حاضر ہوتے اور درِ اقدس پر پڑے رہتے۔ امراء، علماء، صلحاء، حفاظ، قراء، تاجر، زراعت پیشہ، الغرض ہر قسم اور ہر ملک کے آدمیوں کا وہاں مجمع نظر آتا تھا۔ درویشی میں بادشاہی اور بادشاہی میں درویشی یہاں ہی تھی۔ دیگیں اتنی بڑی تھیں کہ دو دو آدمی ان میں بیٹھ کر انھیں صاف کرتے تھے۔ لنگر کے لیئے روزانہ تین سو بکرے ذبح ہوتے تھے۔ کسی قسم کا کوئی تکلف نہ تھا۔ آپ خود بالکل سادہ اور بے تکلف تھے۔

آپ کی مسجد میں نمازِ عصر کے بعد روزانہ سوا لاکھ مرتبہ درودِ پاک خضری کا ختم ہوتا اور ختمِ درود شریف کے بعد پھر حلقہ شروع ہوتا۔ انوارِ ذکر و فکر اور کثرتِ درود کی وجہ سے مسجد ایسی منور و روشن رہتی کہ ایسے انوار قلوب میں بھی کم نظر آتے ہیں۔

مسجد میں حلقہ کے دوران اگر کوئی شخص آپ کے سامنے سے گزرتا اور آپ کی نظر اس پر پڑ جاتی، اگر چہ وہ آپ سے مرید بھی نہ ہوتا تو اس کا دل خود بخود ذکرِ خدا سے جاری ہو جاتا اور ایسا جاری ہوتا کہ وہ اس نعمت کو قبر میں بھی ساتھ لے جاتا اور بعض اوقات کسی کو ایک ہی توجہ سے ولایت سے مشرف فرماتے۔ حضرت صاحب اپنے وقت کے مجدد تھے اسی وجہ سے آپ کی نسبت، طریقہ، قبولیتِ دعا اور ہمّتِ باطنی نہایت درجہ قوی تھی۔

رہتاس کے نواح میں ایک شخص کی آرزو تھی کہ قطبِ زمانہ کی زیارت کر لے اور ان کا مرید بن جائے۔ ایک بزرگ سے اس نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔ بزرگ نے اس شخص کا شوق دیکھتے ہوئے اسے ایک لاکھ مرتبہ پڑھنے کے لیئے ایک وظیفہ دیا۔ اس نے بڑے شوق

سے وہ وظیفہ پورا کیا۔ عالمِ واقعہ میں اس شخص کو آپ کا نام، مسکن اور حلیہ بتایا گیا اور کہا گیا کہ قطبِ زمانہ کا مسکن پنجاب میں ہے۔ چنانچہ وہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عالمِ واقعہ میں قطبِ زمانہ کی بتائی گئیں تمام نشانیاں آپ میں پا کر آپ کا مرید بن گیا۔

آپ کے کشف کا یہ حال تھا کہ جو سامنے کی چیز ظاہر کی آنکھوں سے نظر آتی ہے اس سے زیادہ آپ کو قریب اور بعید کی چیز بفضلہٖ تعالیٰ دل کی آنکھوں سے نظر آتی تھی۔ ایک روز آپ مغرب کی نماز کے بعد حلقہ میں مراقب تھے کہ آپ نے سر مبارک اٹھا کر ایک مرید سے فرمایا کہ فلاں سمت کو فلاں جگہ جاؤ اور ٹھنڈا پانی لیتے جاؤ اور اس نام سے پکارو اور پھر اسے یہاں اپنے ساتھ لے آؤ۔ جب مرید اس طرف گیا اور پکارا تو اسی نام کا ایک شخص حضرت سیّد امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرنے کے لیئے آ رہا تھا مگر راستہ بھول گیا تھا اور سخت پیاسا تھا۔ مرید نے اس شخص کو پانی پلایا اور کہا کہ تم کو سیّد صاحب یاد فرماتے ہیں، وہ بہت خوش ہوا۔

امرتسر میں ایک مولوی صاحب تھے جو قاری بھی تھے مگر اولیاء اللہ کے بارے میں نیک گمان نہیں رکھتے تھے۔ سیّد امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم نے ان سے کہا کہ مولوی صاحب کبھی آپ حضرت سیّد صاحب سے بھی ملیں تو مولوی صاحب نے کہا کہ آج جمعہ ہے چلو آج جمعہ کی نماز وہیں پڑھیں گے، لیکن سیّد صاحب قاری نہیں ہیں اس لیے ان کے پیچھے ہماری نماز کامل نہ ہوگی۔ جب مولوی صاحب وہاں پہنچے تو حضرت سیّد امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا، جو بخاری عالم اور قاری تھے اور وہ بہت عرصے سے مجذوب تھے۔ مولوی بخاری صاحب تم قاری بھی ہو اور مولوی بھی ہو، آج تم نماز پڑھاؤ تا کہ مولوی صاحب جو امرتسر سے آئے ہیں ان کی نماز کامل ہو جائے۔ حضرت سیّد صاحب کے فرماتے ہی بخاری صاحب کا جذب فوراً جاتا رہا اور حالتِ ہوش میں آ گئے اور انھوں نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔ حضرت سیّد صاحب کے کشف سے واقف ہو کر مولوی صاحب امرتسری بہت حیران ہوئے۔ جب نماز ہو چکی تو حضرت سیّد صاحب کے ارشاد سے وہ منبر پر بیٹھے، حضرت سیّد صاحب نے ان کی

طرف دیکھا اور آپ کے دیکھتے ہی مولوی صاحب منبر پر سے بے ہوش ہو کر گر پڑے، جب ہوش آیا تو حضرت سیّد صاحب کے پاؤں چومے اور اپنی بدگمانی کی معافی چاہی اور بیعت ہو کر درجہ کمال کو پہنچے۔

آپ کی قبولیتِ دعا کا یہ حال تھا کہ جو دعا کسی کے لیے آپ نے کر دی وہ خدا کی بارگاہ سے رَدّ نہیں ہوتی تھی۔

ایک روز ایک بڑھیا جس کی عمر تقریباً ستّر سال تھی اور پاؤں سے کچھ معذور تھی، آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ حضرت! میں اور میرا شوہر دونوں ضعیف ہیں اور میں پیروں سے بھی معذور ہوں، ہم دونوں کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں ہے، آپ دعا فرمائیں کہ خدا مجھ کو اپنے فضل سے فرزند عطا فرمائے۔ آپ سُن کر مسکرائے اور جو حکیم صاحب خانقاہ میں درویشوں اور طالبِ علموں کے علاج معالجہ کے لئے رہا کرتے تھے، ان کو طلب فرمایا، حکیم صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا، کیا حکم ہے حضور؟ تو آپ نے فرمایا سنو یہ بڑھیا کیا کہتی ہے۔ بڑھیا کی عرض کو سن کر حکیم صاحب بھی ہنسنے لگے اور عرض کیا کہ حضرت اس کے اولاد ہونے کے دن اب کہاں ہیں، اس کی آرزو قاعدہ حکمت کے بالکل خلاف ہے۔ بڑھیا حکیم صاحب کی گفتگو سن کر بولی، حضرت! اگر میرے اولاد ہونے کے دن ہوتے تو میں یہاں کیوں حاضر ہوتی؟ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ حکیم صاحب وہ خدا جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا، وہ خدا جس نے بغیر باپ کے عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا، وہ ہر چیز پر قادر ہے تو کیا وہ اس ضعیفہ کو اولاد دینے پر قادر نہیں ہے بلکہ ضرور قادر ہے اور ضعیفہ سے فرمایا، اماں تم جاؤ، فقیر دعا کرے گا۔ اس واقعہ کے تین چار سال بعد وہ بڑھیا آئی اور دو بچوں کے ساتھ تھی، ایک کو گود میں اور دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے، آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے عرض کیا کہ حضرت آپ کی دعا سے خدا نے مجھ کو دو فرزند عطا فرمائے۔ ایسی قبولیتِ دعا اور قدرتِ حق کا نمونہ دیکھ کر سب حیران تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وضو کا پانی اگر جذامی اپنے بدن پر مل لیتے تو شفایاب ہو جاتے، کئی لا علاج مریض آپ کی دعا سے صحتیاب ہوئے۔ ایک لڑکا جو چیچک کی وجہ سے نابینا ہو گیا تھا، دو تین مرتبہ آپ کا لعابِ دہن لگانے سے بینا ہو گیا۔

ایک ستّر سالہ سِکھ جسے فالج ہوا تھا اور حکیموں نے جواب دے دیا تھا، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے بالکل تندرست ہو گیا۔ زنّار توڑ کر اس نے کلمہء شہادت پڑھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں شامل ہو گیا اور کچھ ہی عرصہ میں کاملین میں سے ہو گیا۔

ایک دفعہ ایک عورت اپنی ایک بیمار لڑکی کو حضور کی خدمت میں دعا کے لیے لے کر چلی، راستہ میں لڑکی فوت ہو گئی۔ اس عورت کی صرف یہی ایک لڑکی تھی اور کوئی اولاد نہ تھی۔ لڑکی کو لیکر اس ارادہ پر مکان شریف پہنچی کہ مکان شریف میں دفن کرے۔ جب حضور کی خدمت میں پہنچی اور عرض کرنے لگی تھی کہ اچانک لڑکی کو دیکھا تو وہ بالکل تندرست ہو چکی تھی اور سابقہ بیماری کا اس پر کوئی اثر باقی نہ رہا تھا اور لڑکی کھیلنے میں مشغول ہو گئی۔ ہزار ہا آدمیوں نے آپکی اس کرامت کو دیکھا۔

غرضیکہ آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور رہوا، سب کو تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ ''ذکر مبارک'' کتاب جو کہ ساداتِ مکان شریف کے حالاتِ زندگی پر تحریر کی گئی ہے، اس میں اور بھی بہت سی کرامات کا تذکرہ موجود ہے۔

آپ کے کئی لاکھ مرید اور تقریباً سو کے قریب خلفاء تھے۔ آپ کے یہاں ہر وقت دو، تین سو طلباءِ حق رہا کرتے تھے اور ان کا کھانا اور کپڑا وغیرہ آپ کے ذمّہ تھا۔ آپ کے لنگر خانے سے طلباء کے علاوہ بھی کئی سو آدمی روزانہ دونوں وقت کھانا کھایا کرتے تھے۔ آخری زمانے میں یہ تعداد بہت بڑھ گئی تھی اور لنگر کے لیئے روزانہ تین سو بکرے ذبح کیے جاتے تھے۔

آپ اپنے مریدین کے حالات اور واقعات ان کے عرض کرنے سے پہلے ہی انہیں

بتا دیتے تھے اور مریدین کا کوئی بھی ظاہری اور باطنی امر آپ سے پوشیدہ نہیں تھا۔

آپ قیوم العالم، مجدد وقت اور قطبِ زمانہ تھے۔ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ بہت سے محبانِ خدا کسی کامل ولی اللہ کی روحانی رہنمائی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور داخلِ سلسلہ ہو کر بلند مقامات پر پہنچے۔ آپ ۸۳ برس مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز رہے۔

آپ کا وصال ۳۱ شوال المکرّم ۱۲۸۲ ھجری بمطابق ۶ مارچ ۱۸۶۶ عیسوی کو جمعرات کے دن عصر کی نماز کے بعد مراقبہ کی حالت میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک مکان شریف (رتڑ چھتڑ، گورداس پور، انڈیا) میں ہے۔

ارشاداتِ عالیہ

☆ آپ فرماتے ہیں کہ تمام عبادتوں کا مقصود اللہ عزوجلّ کا ذکر ہے پس مرید کو چاہیے کہ کسی حالت میں ذکر سے غافل نہ رہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ عادات و عبادات میں کتاب و سنت کو علمائے حنفیہ کی رائے کے مطابق اپناؤ اور عزیمت پر عمل کرو۔ شریعت و طریقت میں بدعت سے پرہیز کرو۔ ظاہر اور پوشیدہ ہر حال میں خدا سے ڈرتے رہو۔ دولت مندوں کی مجلس اختیار کرنے سے بچو اور اپنے تمام اوقات کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فرمانبرداری سے آباد رکھو۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ عوام کی توبہ ممنوعہ چیزوں سے باز رہنا اور گناہوں سے بچنا ہے جبکہ خواص کی توبہ اپنے حال کی نگہداشت ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ توبہ اس طرح کرے کہ توبہ کے بعد گناہ کا خیال بھی دل میں نہ آنے پائے۔

☆ آپ نے فرمایا کہ توبہ کے بعد ایک گناہ کرنا، توبہ سے پہلے ستّر گناہ کرنے سے بدتر ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ جب شیخ کلام کرے تو مرید کو چاہیے کہ وہ دل و جان سے کان لگا کر حاضر اور متوجہ رہے اور جو کچھ شیخ فرما دے اس سے استفادہ کرے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ جب مرید اپنے پیر کی صحبت میں، ہر شغل (وخیال) سے فارغ ہوکر، پیر کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھتا ہے تو جو فیض اور انوار، اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیر پر نازل ہوتے ہیں، مرید پر بھی وہی انوار چمکتے ہیں۔

حضرت پیر سیّد امام علی شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء

آپ کے تقریباً ۱۰۰ خلفاء تھے جن میں سے چند مشہور خلفاء کے نام یہ ہیں۔

حضرت پیر سیّد صادق علی شاہ (حضرت پیر سیّد امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند)

صاحبزادہ فرید الدین (حضرت پیر سیّد شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند)

مولانا محمد اعظم ٹونکی — سیّد بہادر علی شاہ

میاں مظہر جمال — مولانا احمد علی شاہ دھرم کوٹی

میاں شیر محمد خان کابلی — فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی

مولوی محمد شریف بدخشانی — مولوی نور احمد تخت ہزاروی

سیّد نظام شاہ کشمیری — حافظ شرف دین خوشابی

آپ کے سلسلے سے ہزاروں کاملین، صالحین اور صاحبانِ وقت وابستہ ہوئے جنہوں نے لاکھوں کروڑوں لوگوں کو زمانے بھر میں فیضیاب فرمایا۔ چند مشہور و معروف صالحین اولیاء کے نام حسبِ ذیل ہیں: حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سیّد محمد اسمٰعیل شاہ بخاری کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ رکن الدین الوری رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ، مفتی شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ، سیّد ظفر الایمان رحمۃ اللہ علیہ، میاں محمد صدیق ڈاہر رحمۃ اللہ علیہ، میاں محمد مظہر احسان رحمۃ اللہ علیہ، ڈاکٹر محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ

رپورٹ اجیت ویب ٹی وی

بابت مزارِ اقدس

حضرت پیر سیّد امام علی شاہ نقشبندیؒ (مکان شریف)

رتڑ چھتڑ واقع انڈیا

اجیت ویب ٹی وی سے میرا نام اوتار سنگھ راندھاوا ہے اور آج ہم رتڑ چھتڑ پنڈ میں پہنچے ہیں جو کہ ڈیرہ بابا گرونانک کے قریب واقع ہے۔

یہاں روضہ شریف (یعنی پیر سیّد امام علی شاہ بخاری مکان شریف والے رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس) کی تقریباً ۳۰۰ سال پرانی عمارت ہے۔

روضہ مبارک پر ہر سال ایک بھرپور اجتماع والا عرس منعقد ہوتا ہے اور یہاں کے باسی اِس مزارِ اقدس پر بہت زیادہ بھروسہ اور یقین رکھتے ہیں اور مانتے ہیں۔ یہاں چوکھٹ چومنے کے لیے دور دور سے لوگ حاضری دیتے ہیں جبکہ کبھی کبھار پاکستان سے بھی لوگ حاضری کے لیے یہاں پر آتے ہیں۔

آج ہم اِس پاک درگاہ کے بارے میں یہاں کے دیہاتی باسیوں سے بات چیت کرنے والے ہیں۔ پاکستان کی سرحد سے تقریباً اڑھائی کلومیٹر کی دوری پر واقع رندھاوا کی سڑک پر تقریباً پونے کلومیٹر پر مغربی طرف رتڑ چھتڑ گاؤں میں روضہ مبارک کی عالیشان پرانی عمارت واقع ہے۔ ہر سال 9 ستمبر کو یہاں بھرپور اجتماع والا عرس ہوتا ہے۔

بعض اطلاعات کے مطابق اجمیر شریف کی طرف سے بارھویں اور تیرھویں صدی میں یہاں مسند نشین آ کر بیٹھے۔

مزار شریف کی اونچائی تقریباً ۱۰۰ فٹ، چوڑائی ۲۲ فٹ اور گھیراؤ ۴۰ فٹ ہے جبکہ اِس کی تین منزلیں ہیں۔ صوبیدار سرجیت سنگھ نے بتایا کہ روضہ مبارک اِس دھرتی پر مہربان ہے کیونکہ پاکستان بھارت کی شدید جنگوں میں بھی یہاں کوئی جانی و مالی نقصان نہیں ہوا۔ روضہ مبارک کی دیکھ بھال یہاں مقیم گرچرن سنگھ اور اہلیہ پریتم کور کی معاونت کے ساتھ جاری ہے۔

ہم نے صوبیدار سرجیت سنگھ سے بات چیت کی اور پوچھا کہ وہ روضہ مبارک کے بارے میں کیا خیالات رکھتے ہیں۔ اُنہوں نے بتایا کہ روضہ مبارک کی ۱۰۰ فٹ بلندی اور تعمیر کوئی عام بات نہیں بلکہ غیر معمولی ہے۔ روضہ مبارک کی دیوار ۹ فٹ چوڑی ہے۔ تعمیر میں نانک شاہی اینٹ استعمال کی گئی جو اُس وقت کے حساب سے مختلف دالیں ملا کر بنائی گئی جو بہت ہی مضبوط ہے۔

یہ مزار شریف پیر سیّد امام علی شاہ صاحب سے منسوب ہے اور اب یہاں انڈیا کی پنجاب حکومت کے تعاون سے یہاں مرمت و تعمیر کا کام جاری ہے اور بہترین میٹریل استعمال کیا جارہا ہے۔

اِس وقت روضہ مبارک کی دیکھ بھال کرنے والے کی عمر بھی لگ بھگ سو سال ہو چکی ہے جبکہ ۹ اور ۱۰ ستمبر کو جو عرس منعقد ہوتا ہے، اُس کے انتظامات کے لیے ایک کمیٹی بھی کام کرتی ہے۔

پاکستان اور انڈیا کی جنگوں کے دوران ایک عجیب معاملہ دیکھا گیا کہ چونکہ روضہ مبارک کی عمارت بہت اونچی ہے، اِس لیے ۶۵ء کی جنگ کے دوران تقریباً ۳۰ یا ۳۵ گولے اِس کی عمارت پر آ کر گرے لیکن کوئی ایک گولہ بھی نہیں پھٹا جبکہ آج بھی آپ دیکھ سکتے ہیں کہ تمام گولے عمارت کے اندر موجود ہیں۔ (کیمرے سے دیوار میں پھنسے ہوئے گولے دکھائے

گئے)۔ اِسی طرح جب ۷۱ء کی جنگ ہوئی تو اِس گاؤں (رتڑ چھتڑ) پر تقریباً پونے دو گھنٹے آرٹلری کی شیلنگ ہوئی اور ہزاروں کی تعداد میں روضہ مبارک اور گاؤں کے آس پاس گولے گرے مگر روضہ مبارک کے سیّدوں کی مہربانی دیکھیں کہ اِس گاؤں کے کسی ایک بھی آدمی کا نقصان نہیں ہوا۔

تقریباً ٦ ماہ کے بعد بارڈر پر فلیگ میٹنگ میں ہمارے آرمی افسر نے پاکستانی میجر کو بتایا کہ اِس گاؤں پر جتنی بھی گولہ باری کی گئی ہے، اس سے کسی ایک آدمی کا بھی نقصان نہیں ہوا۔ اِس گاؤں کے لوگ بھی یہی یقین رکھتے ہیں کہ ہزاروں گولے گرنے کے باوجود بھی جو نقصان نہیں ہوا تو پھر یقیناً اِس گاؤں پر پیروں کی رحمت رہی ہے۔

اِس وقت روضہ مبارک کی مرمت کے کام کے لیے انڈین پنجاب حکومت اور مرکزی حکومت مل کر خرچہ مہیا کر رہے ہیں اور یہاں پر تعمیر و مرمت کا کام جاری ہے۔ ۱۹۴۷ء سے پہلے یہاں پر مسلم، سکھ اور ہندو سبھی حاضری دیا کرتے تھے جبکہ یہاں پر سکھوں اور ہندوؤں کے لیے الگ لنگر تیار کیا جاتا تھا تاکہ سب یہاں حاضری دیں۔

ہمیں اِس بات کی بہت خوشی ہے کہ ہم یہاں مسلمانوں کی ایک مقدس جگہ کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔

ہم نے یہاں کی دیکھ بھال کرنے والے گھرانے سے بات چیت کی تو اُن کی ماتا جی نے بتایا کہ میرے شوہر نے مزار کی جگہ میں کچھ زرعی سامان رکھا ہوا تھا، اِسی دوران وہ بیمار ہو گیا اور ٹھیک نہیں ہو رہا تھا۔

بڑا بیٹا بیرونِ ملک ہوتا ہے جسے خواب میں بابے ملے اور کہا کہ میرے روضے کی جگہ خالی کرو، دھو کر عرس کرواؤ پھر صحت ہو گی۔ ۵۰ سال ہو گئے ہیں اور ہم تب سے بندوبست کر رہے ہیں۔ ہر سال بعد بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے۔

اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی الہ وسلم تسلیما

فضائل درود شریف

باران رحمت

تقاضائے محبت ہے یہی کہ محبوب کی ہر دم تعریف کی جائے۔حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں،سیّدالانبیاء ہیں،حبیبِ کبریاء ہیں،تاجدارِعرب وعجم ہیں،شفیعِ المذنبین ہیں،رحمتہ اللعالمین ہیں، سراجِ منیر ہیں، ساقی کوثر ہیں ۔ اللہ تعالیٰ محبّ ہے یعنی حضور ﷺ سے محبت رکھنے والا ہے،اس لئے اللہ تعالیٰ نے جب اپنے محبوب کے نور کی تخلیق کر لی تو پھر اپنے محبوب کی تعریف میں مصروف ہوگیا یعنی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پر درود بھیجنے لگا اور پھر اللہ نے اپنی مخلوق یعنی ملائکہ اور انسانوں کو بھی حکم دے دیا کہ تم بھی میرے محبوب کی تعریف کرو جس طرح میں کر رہا ہوں اس حکم کے تحت انسانوں کے لئے حضور ﷺ پر درود پڑھنا ضروری ٹھہرا۔اس کے علاوہ حضور ﷺ کی ذات اقدس تمام بنی نوع انسان اور مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بدولت نسلِ انسانی کو ہدایت کا راستہ دیا جس میں انسان کی فلاح ہے،انسان کو جو عظمت اور عزت ملی ہے وہ حضور ﷺ کی وساطت ہی سے ملی ہے اس لیے نسلِ انسانی کی عظمت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان ایک ایسی عظیم ہستی کو ظاہر کیا جو اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی بہترین تخلیق اور اشرف الانبیا وسید المرسلین

ہیں، بے کسوں کا سہارا ہیں۔اس لئے ہر سچے مومن اور مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضور ﷺ کے اس احسان کا زیادہ سے زیادہ شکریہ ادا کرے اور ایسے طریقے سے کرے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول اور پسندیدہ ہے۔اس لئے شکریہ ادا کرنے اور اللہ کو راضی کرنے کا بہترین طریقہ حضور ﷺ پر درود پاک کا تحفہ بھیجنا ہے ۔اس لحاظ سے بھی حضور ﷺ پر درود بھیجنا ضروری ہے۔

درود شریف ایک ایسا پاکیزہ اور نیک عمل ہے جو انسان کو آسانی سے عظمت اور رفعت عطا کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہر نبی اور پیغمبر کو اپنی کسی نہ کسی خصوصی شان اور عظمت سے نوازا ہے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ عظمت اور عزت عطا فرمائی کہ فرشتوں کو ان کے سامنے جھکا دیا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی دوستی سے نوازا اور ان کی جائے سکونت کو حج کا مرکز بنا دیا پھر ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح عظیم کے خطاب سے نوازا۔حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے کہ وہ میرا سچا نبی تھا، جن کا میں نے درجہ بلند کیا۔حضرت اسحٰق علیہ السلام کو اصحابِ بصیرت میں شمار کیا، حضرت یوسف علیہ السلام کو بے مثل حسن سے نوازا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باکمال معجزات سے تائید کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف بخشا، گویا کہ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک خاص نعمت سے سرفراز کیا مگر حضور ﷺ کو سب سے اعلیٰ یہ اعزاز دیا کہ ان کے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا اور ان کے نام کو اپنے نام کے ساتھ شامل کر کے ان پر خود درود پاک پڑھنا اپنا شعار بنا لیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود بھیجا کرو اور اچھی طرح سلام بھیجو۔(سورۃ الاحزاب)

یہ آیۃ کریمہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا کہ تم حضور ﷺ پر درود و سلام بھیجو جس طرح کہ میں اور میرے فرشتے ان

پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔

یعنی حضور ﷺ پر درود بھیجنے والے تین یعنی ۱۔اللہ تعالیٰ ۲۔فرشتے اور ۳۔اہل ایمان ہیں۔حضور ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی تعریف کرتا ہے اور آپ ﷺ کا نام بلند کرتا ہے اور آپ ﷺ پر اپنی رحمتوں کی بارش فرماتا ہے اور آپ ﷺ کے درجات میں اضافہ کرتا ہے۔

فرشتوں کی طرف سے آپ ﷺ پر صلوٰۃ کا مطلب یہ کہ فرشتے آپ ﷺ کے حق میں اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کو اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب عطا فرمائے۔آپ ﷺ کے دین کو دنیا میں غلبہ عطا فرمائے۔آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ کو فروغ بخشے۔یعنی فرشتے ہر لحاظ سے آپ ﷺ کی تعریف وتوصیف بیان کرتے رہتے ہیں۔اہل ایمان کی طرف سے صلوٰۃ کا مطلب بھی اللہ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کی شان بلند وبالا کرنے کی التجاء ہے یعنی اہل ایمان پر یہ واضح کیا گیا کہ جب میں اپنے محبوب پر برکات کا نزول کرتا ہوں اور میرے فرشتے ان کی شان میں تعریف کرتے ہیں اور ان کی بلندی مقام کی دعا کرتے ہیں تو ایمان والو! تم بھی میرے محبوب کی تعریف کرو۔

لفظ صلوٰۃ کے تین معنی ہیں، پہلا یہ کہ محبت کی بناء پر رحمت کرنا یا مہربان رہنا، دوسرا تعریف وتوصیف کرنا اور تیسرا دعا کرنا۔ لہذا جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف صلوٰۃ کے معنوں میں استعمال کیا جائے گا تو اس سے پہلا اور دوسرا مطلب مراد لیا جائے گا۔لیکن جب صلوٰۃ کا لفظ فرشتوں اور انسانوں کی طرف سے بولا جائے گا تو اس میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنا مراد لیا جائے گا۔

سلِموا تسلِیما کا مطلب حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام پیش کرنا ہے۔اگرچہ مندرجہ بالا آیت میں ہمیں صلوٰۃ وسلام کا حکم دیا گیا ہے لیکن ہم اعتراف عجز کرتے

ہوئے عرض کرتے ہیں کہ اللھم صلِ علیٰ ۔۔یعنی اے اللہ! تو ہی اپنے محبوب کی شان اور قدرو منزلت کو صحیح طرح جانتا ہے اس لئے تو ہی ہماری طرف سے اپنے محبوب ﷺ پر صلوٰۃ بھیج، جو ان کی شان شایان ہو۔

اس آیت کریمہ سے یہ حکم اخذ ہوا کہ حضور ﷺ کا نام سن کر یا کہہ کر درود شریف پڑھنا واجب ہے۔اِسی طرح نماز کے آخری قعدہ میں نبی پاک پر سلام پیش کرنا واجب ہے۔اس کے ترک کرنے سے نماز نہ ہوگی۔اگر کسی مجلس میں حضور ﷺ کا نام نامی بار بار آئے تو ایک مرتبہ درود پڑھنے سے فریضہ ادا ہو جائے گا لیکن ہر بار نام لینے یا سننے پر درود شریف پڑھنا مستحب ہے جس طرح زبان سے ذکر مبارک وقتِ صلوٰۃ وسلام واجب ہے، اِسی طرح قلم سے لکھنے کے وقت بھی صلوٰۃ وسلام کا قلم سے لکھنا ضروری ہے۔

☆ حدیث 1

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کر دیتا ہے۔(نسائی شریف)

☆ حدیث 2

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز وہ شخص میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا جس نے مجھ پر اکثر درود پاک پڑھا ہوگا۔(ترمذی شریف)

☆ حدیث 3

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔(مسلم شریف)

☆ حدیث 4

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ نماز پڑھی، حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی موجود تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے، جب نماز پڑھنے کے بعد بیٹھا تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا پھر اپنے لئے دعا کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ جو مانگو گے دیا جائے گا، مانگو، دیا جائے گا۔ (ترمذی شریف)

☆ حدیث 5

حضرت فضالہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے تو ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی پھر اس نے دعا مانگنا شروع کی۔ یا اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے نمازی! تو نے جلدی کی ہے لہذا جب تو نماز پڑھے تو اس کے بعد پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کیا کر پھر مجھ پر درود پاک پڑھا کر پھر دعا مانگا کر۔ پھر ایک نمازی آیا اس نے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھا تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے نمازی! تُو جو دعا مانگے گا وہ قبول ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف)

☆ حدیث 6

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک بار درود پاک پڑھے اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

☆ حدیث 7

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دن بھر میں مجھ پر ہزار بار درودِ پاک پڑھا، وہ مرے گا نہیں جب تک کہ وہ جنت میں اپنی آرام گاہ نہ دیکھ لے گا۔

☆ حدیث 8

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دربارِ نبوت میں حاضر تھا اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنا چاہتا ہوں تو میں کتنا درود پڑھوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جتنا چاہے پڑھ لیا کر۔ میں نے عرض کی کہ اپنی فرصت کا چوتھا حصہ پڑھ لیا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا چاہے پڑھ لیا کر اور اس سے بھی زیادہ پڑھے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی کہ اگر زیادہ میں بہتری ہے تو میں وظائف کا نصف وقت درود پاک میں لگا دیا کروں، کیا یہ بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تیری مرضی اور اگر تو اس سے بھی زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ عرض کی، کیا وظائف کے وقت میں سے دو تہائی درود پاک پڑھ لیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تیری مرضی اور اگر تو اس میں زیادہ پڑھے تو تیرے لیے اور بہتر ہے تو عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں پھر سارے وقت میں درود پاک ہی پڑھ لیا کروں؟ تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو ایسا کرے تو تیرے سارے کام سنور جائیں گے اور تمہارے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (ترمذی شریف)

☆ حدیث 9

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور بہت ہشاش بشاش تھا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سبب دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی ابھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے، انہوں نے کہا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اے محبوب! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ اس بات پر راضی ہیں کہ آپکا کوئی امتی آپ پر ایک بار درود پاک پڑھے تو میں اور میرے فرشتے اس پر دس رحمتیں بھیجیں اور میں اس کے دس گناہ مٹا دوں اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دوں۔ (القول البدیع)

اِنفاق فی سبیل اللہ

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

اِنفاق کے لغوی معنی ''خرچ کرنا'' اور فی سبیل اللہ کے معانی ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں'' ہیں۔ اصطلاحِ شریعت میں اللہ کی رضا کے لیے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کو اِنفاق فی سبیل اللہ کہا جاتا ہے۔

شریعت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے یعنی اِنفاق فی سبیل اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک **انفاقِ واجبہ** اور دوسری **انفاقِ نافلہ**۔ ان میں **ایک** قسم فرض اور دوسری نفلی صدقہ و خیرات کے زمرے میں آتی ہے۔

انفاقِ واجبہ: یہ فرض ہے اور اصطلاحِ شریعت میں اسے ''زکوٰۃ'' کہا جاتا ہے۔ صوفیاء اور فقراء اسے زکوٰۃِ شریعت یا زکوٰۃِ شرعی کہتے ہیں۔ عشر بھی اس میں شامل ہے۔

انفاقِ نافلہ: ان میں وہ تمام صدقات اور خیرات شامل ہیں جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کیے جاتے ہیں۔ فقراء اسے زکوٰۃِ حقیقی یا زکوٰۃِ حقیقت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جو چیز رضائے الٰہی کے لیے فی سبیل اللہ دی جائے صدقہ یا خیرات کہلاتی ہے۔

اِس دنیا میں انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے، اس کا حقیقی مالک صرف اور صرف اللہ

تعالیٰ ہے۔اس چند روزہ زندگی میں انسان کو اللہ تعالیٰ نے بطور مجاز مالک بنایا ہے۔اس لیے قرآن حکیم کے پارہ نمبر 27 سورۃ حدید میں ارشاد ربانی ہے۔

وَلِلّٰہِ مِیرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرضِ

یعنی اللہ تعالی ہی کیلئے آسمانوں اور زمین کی میراث ہے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق:

الدنیا سجن المؤمن و جنة الکافر

کہ یہ دنیا مؤمن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے۔

اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق آخرت کی زندگی ہی صحیح معنوں میں حقیقی زندگی ہے اور آخرت کے سارے انعامات فقط مسلمانوں کیلئے ہیں اور کفار کیلئے کچھ بھی نہیں۔ان کیلئے صرف اور صرف دوزخ کی آگ ہے تو خوش نصیب اور عقل مند ہے وہ مسلمان جو آخرت کیلئے تیاری کرتا ہے اور اُخروی انعامات کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ یہ چند روزہ زندگی فناء ہو جائیگی۔

عنقریب لیکن آخرت کی زندگی بھی ختم نہ ہوگی۔اب سوال پیدا ہوا کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کیسے ہم حاصل کر سکتے ہیں اور اُخروی انعامات کے مستحق ہم کیسے بن سکتے ہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اُخروی انعامات کا حق دار اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ''اِنفاق فی سبیل اللہ'' ہے یعنی اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا۔

یہ ایک ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ پارہ نمبر 1 میں مسلمانوں کی صفات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

اَلَّذِینَ یُومِنُونَ بِالغَیبِ وَیُقِیمُونَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقنٰھُم یُنفِقُونَ۔

یعنی وہ لوگ جو بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں اور وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

لہذا اگر کوئی مسلمان صاحبِ دولت ہے لیکن پھر بھی وہ اپنے مال کو دل کھول کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا تو مسلمانوں کی صفات جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی اس میں ایک صفت یعنی اِنفاق فی سبیل اللہ کی صفت موجود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مسلمانوں کے اندر یہ تمام صفات بدرجہ اتم پیدا فرمائے جو کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع میں بیان فرمائیں۔ آمین

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اور کتب احادیث میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اِنفاق فی سبیل اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا) کی اہمیت کو بہت زیادہ بیان فرمایا ہے۔

لہذا ہم سب سے پہلے اِنفاق فی سبیل اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا) کی اہمیت قرآن پاک سے دیکھتے ہیں پھر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں جائزہ لیں گے۔

قرآن حکیم کے پہلے پارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

وَأَقِيمُواْ الصَّلاَةَ وَآتُواْ الزَّكَاةَ وَمَا تُقَدِّمُواْ لأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللّهِ إِنَّ اللّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

اور تم نماز کو قائم کرو اور تم زکوٰۃ کو ادا کرو اور جو تم آگے بھیجو گے، اپنی جانوں کیلئے، بھلائی سے پاؤ گے تم، اسے اللہ تعالیٰ کے دربار میں، بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب دیکھتا ہے۔ (حوالہ: آیت نمبر ۱۱۰ سورۃ بقرہ)

تشریح:۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرو گے، قیامت کے دن، اللہ تعالیٰ کے دربار میں وہ تمہیں مل جائے گا۔ اس لئے ایک

مسلمان کو اپنا مال اللہ تعالیٰ کے بینک (BANK) میں جمع کروانا چاہیے تا کہ کسی قسم کے ڈاکہ کا اسے کوئی خطرہ اور خوف نہ ہو۔

پھر سورۃ بقرۃ میں ارشاد فرمایا کہ

مَّثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّئَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

ترجمہ۔مثال ان لوگوں کی جو اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، مثل اس دانے کے ہے کہ اُگیں اس دانے سے سات بالیاں پھر ہر بالی میں سو(۱۰۰) دانے اُگیں اللہ تعالیٰ دُگنا فرماتا ہے، جس شخص کیلئے چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور خوب جاننے والا ہے۔(آیت نمبر ۲۶۱ سورۃ بقرۃ)

تشریح:۔اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم اگر میری راہ میں ایک روپیہ یا دینار یا درہم خرچ کرو گے تو میں تمہیں سات سو روپے دوں گا۔ بلکہ اپنی شان کریمی سے اس سے بھی زیادہ کروں گا کیونکہ میری ذات بڑی وسعت اور خوب جاننے والی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرۃ میں ارشاد فرمایا کہ

الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

(حوالہ: آیت نمبر ۲۷۴ سورۃ بقرۃ)

ترجمہ: جو لوگ اپنا مال رات اور دن اور پوشیدہ اور ظاہر (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں اُن کا صلہ اللہ کے پاس ہے۔ اور اُن کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ غم۔

تشریح:۔ اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اپنے مالوں کو دن

میں یا رات میں یا ظاہری طور پر یا چھپا کر الغرض ہر حال اور کیفیت میں خرچ کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کا اجر اللہ تعالیٰ جلشانہٗ کے دربار میں ہے اور ساتھ ہی ان کو یہ بشارت دی ہے کہ دنیا میں ان کو کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ قیامت کے دن ایسے لوگوں کو کسی قسم کا کوئی غم ہوگا۔

پھر سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے۔

لَن تَنَالُواْ الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُواْ مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنفِقُواْ مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللّهَ بِهِ عَلِيمٌ (سورۃ ال عمران آیت نمبر۹۲)

تشریح:۔

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں ہرگز کوئی اجر نہیں ملے گا کہ جب تک میری راہ میں وہ چیز تم خرچ نہ کرو گے کہ جسے تم خود پسند کرتے ہو اور فرمایا کہ جو کچھ تم میری راہ میں خرچ کرو گے مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔لہذا تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اعلیٰ ترین شے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں۔

پھر ارشاد فرمایا کہ

آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَنفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ

ترجمہ۔ایمان لاؤ تم اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے رسول پاک پر اور تم خرچ کرو اس مال سے کہ ہم نے بنایا تمہیں نائب اس مال میں پس وہ لوگ جو ایمان لائے تم میں سے اور انھوں نے اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا، اُن کیلئے بہت بڑا اجر ہے۔

(حوالہ: سورۃ حدید آیت نمبر۷)

مختصر تشریح: اس آیۃ کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہر انسان کے پاس جو مال ہے وہ حقیقتاً اس کا مالک نہیں ہے بلکہ چند روزہ زندگی میں اسے اللہ نے اپنا نائب بنایا ہے۔لہذا ہر مسلمان کو دل کھول کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنے مال کو خرچ کرنا چاہیے تا کہ وہ قیامت

کے دن گرفت سے بچ سکے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کا مستحق قرار پائے۔ پھر سورۃ حدید میں ارشاد فرمایا:

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

ترجمہ۔ اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی وراثت اللہ ہی کی ہے۔ (پارہ نمبر ۲۷ سورۃ حدید رکوع نمبر ۱۷ آیت نمبر ۱۰)

مختصر تشریح:۔

اس آیۃ کریمہ میں ہمیں سوالیہ انداز میں آگاہ کیا گیا ہے کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم میری راہ میں مال کو خرچ نہیں کرتے! حالانکہ یہ جو کچھ دولت تمھارے پاس ہے۔ حقیقت میں تمہاری ہے ہی نہیں، بلکہ چندروزہ فانی زندگی میں میں تمہیں بطور مجاز مالک بنایا ہے، لہذا تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم میری دی ہوئی دولت کو میری راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ

مَن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضاً حَسَناً فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ (حوالہ: پارہ نمبر ۲۷ سورۃ حدید رکوع نمبر ۱۸ آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ: کون ہے وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دے پس اللہ تعالیٰ (اپنی شان کریمی کے ساتھ) اس قرض کو اس شخص کیلئے دُگنا فرمادے گا اور اس شخص کیلئے (اللہ تعالیٰ کے پاس) عزت کا اجر ہے۔

مختصر تشریح:۔

اللہ تعالیٰ کی شان کریمی، خاص فضل اور بندوں پر کرم ہے کہ جو مسلمان اس کی راہ میں خرچ کرے، اس کی رضا کیلئے وہ اسے اپنی ذات گرامی پر قرض شمار فرماتا ہے کہ میں اسے

قیامت کے دن اپنے خاص فضل وکرم اور رحمت کے ساتھ دگنا عطا کروں گا۔ یہ شان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، کسی بندے کی نہیں ہوسکتی۔

پھر ارشاد فرمایا کہ

إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضاً حَسَناً يُضَاعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ

ترجمہ۔ بے شک صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور قرض دیں اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ، اللہ تعالیٰ انہیں دُگنا عطا فرمائے گا (اپنی شان کریمی کے ساتھ) اور ان کیلئے عزت کا بدلہ ہے۔ (حوالہ۔ پارہ نمبر ۲۷ سورۃ حدید رکوع نمبر ۱۸ آیت نمبر ۱۸)

مختصر تشریح:۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جلشانہٗ کی راہ میں خواہ کوئی مسلمان مرد خرچ کرے اپنے مال کو یا مسلمان عورت اس میں کوئی قید نہیں ہے کہ وہ مرد یا عورت ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے خاص فضل وکرم کے ساتھ دُگنا اجر عطا فرمائے گا۔

پھر کچھ ارشاد فرمایا کہ

وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّالِحِينَ (پارہ نمبر ۲۸ سورۃ منافقون رکوع نمبر ۱۴ آیت نمبر ۱۰)

ترجمہ: اور اُس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے اس سے پہلے کہ کسی کو تم میں سے موت آ جائے تو کہے، اے میرے رب! تُو نے مجھے تھوڑی مدت کے لیے ڈھیل کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا۔

مختصر تشریح:۔ اس آیت سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ ہر شخص جب مرتا ہے تو یہ تمنا کرتا ہے کہ کاش وہ نیک کام کرتا، دنیا کی زندگی میں اور صدقہ وخیرات کرتا اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔

لیکن انہیں وقت نہیں دیا جاتا جب ان کی زندگی کا آخری سانس ختم ہو جاتا ہے۔ نیز اس آیت سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ صدقہ کرنا بندے کو عذاب قبر اور حشر کے عذاب سے بچاتا ہے۔

احادیث پاک کے حوالہ سے اِنفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت

ا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن میں دو باتیں اکٹھی نہیں ہوسکتی۔

اَلبُخلُ وَسُوءُ الخَلقِ

یعنی بخل اور بد خلقی جمع نہیں ہوتیں۔ لہذا اس حدیث سے معلوم کہ مسلمان کنجوس اور بخل کرنے والا نہیں ہوسکتا بلکہ مسلمان دل کھول کر اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والا ہوتا ہے۔

حوالہ: یہ حدیث جامع ترمذی شریف اور انوار الحدیث صفحہ الحدیث صفہ نمبر ۲۴۲ پر موجود ہے۔ جو کہ دونوں حدیث کی کتابیں ہیں۔ ۲۔ یہ حدیث سنن ابوداؤد شریف میں موجود ہے اور انوار الحدیث صفحہ نمبر ۲۴۱ پر موجود ہے۔

حدیث کے راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان کا اپنی زندگی کے ایام میں ایک درہم صدقہ کرنا مرنے کے وقت (۱۰۰) درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صحیح بخاری شریف میں بیان فرمایا اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صحیح مسلم میں بیان فرمایا۔

اور یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں بھی موجود ہے اور یہ حدیث فضائل صدقات میں بھی موجود ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ، روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک دعا کرتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَعطِ مُنفِقًا خَلَفًا

اے اللہ تعالیٰ خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور دوسرا دعا کرتا ہے

اَللّٰھمَّ اَعطِ مُمسِکًا تَلَفًا

یعنی اے اللہ تعالیٰ! روک کر رکھنے والے کے مال کو برباد کر۔

مختصر تشریح:۔

اس حدیث رسول ﷺ سے معلوم ہوا کہ مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا، مال کو برباد ہونے سے بچاتا ہے ورنہ مال تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے، انوار الحدیث صفحہ نمبر ۲۰۷ پر بھی موجود ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر (دنیادار) آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں، تب بھی وہ تیسرے جنگل کی آرزو کرے گا اور ایسے (لالچی) آدمی کا پیٹ قبر کی مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

عَنِ ابنِ عَبَّاسِ عَنِ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَو کَانَ لِابنِ آدَمَ وَادِ یَانِ مِن مَالِ لَابتَفٰی ثَالِثَا ۔ وَلَا یَصلَاءُ جَوفَ ابنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ۔

مختصر تشریح:۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اگر کسی دنیادار کے پاس بہت زیادہ دولت ہو مثلاً وہ ارب پتی ہو تو پھر بھی تمنا کرے گا کہ وہ کھرب پتی بن جائے۔ یوں اس کا لالچ بڑھتا جائے گا۔ پھر آخر کار وہ مر جائے گا اور اس کا منہ قبر کی مٹی بھرے گی اور پھر اس کا لالچ ختم ہوگا، دنیا میں ختم نہیں ہوگا۔ وہ مسلمان خوش نصیب ہیں جو اس عارضی دولت کو اللہ تعالیٰ جلشانہ' کی راہ میں خرچ کر کے اپنی آخرت کو سنوارتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِنفاق فی سبیل اللہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

پیر میاں عبید احمد نقشبندی (پی۔ایچ، ڈی اسکالر)
خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ عثمانیہ مشتاقیہ طیّبیہ

صحبتِ اہل اللہ

اَلرَّجُلُ عَلیٰ دِینِ خَلِیلِہٖ فَلیَنظُر اَحَدُکُم مَّن یُّخَالِلُ

آدمی اپنے گہرے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ پس چاہیے کہ تم میں سے ہر ایک غور کرلے اس شخص کے متعلق کہ جس کو دوست بنائے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِی اَسالُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَن یَحِبُّکَ وَ العَمَلَ الَّذِي یُبَلِّغُنِی حُبَّکَ

اللہ تعالیٰ کی محبت اور اعمال کی محبت کے بیچ میں اللہ کے عاشقوں کی محبت مانگ کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتادیا کہ جس کو شیخ کی محبت مل جاتی ہے، اس کو اللہ کی محبت بھی مل جاتی ہے اور اعمال کی توفیق بھی ہو جاتی ہے۔

حدیث شریف اَلمَرءُ عَلیٰ دِینِ خَلِیلِہ سے معلوم ہوا کہ ہر آدمی اپنے خلیل (گہرے دوست) کے دین پر خود بخود ہو جاتا ہے، لہذا جس کو اپنے شیخ کی محبت کم ہوگی، علیٰ سبیلِ خلت نہیں ہوگی، اس کے اندر شیخ کا دین، شیخ کا اخلاق، شیخ کا تعلق مع اللہ پورا منتقل نہیں ہوگا۔ خلیل کے معنی ہیں گہرا دوست۔

دوستی اتنی گہری ہو کہ دل کے اندر داخل ہو جائے۔ اس حدیث کی شرح مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمائی:

مہر پاکاں در میان جاں نشاں
دل مدہ الّا بمہر دل خوشاں

شیخ کی محبت کو، اللہ والوں کی محبت کو اپنی جان کے اندر رکھ لو، عقل میں نہیں، عقلی محبت کافی نہیں ہے، دماغ میں بھی نہیں، قلب میں بھی نہیں، صرف دل کی محبت بھی کافی نہیں ہے اور آگے بڑھو، دل کے درمیان کی محبت سے بھی آگے بڑھو، درمیانِ جان لے آؤ، روح کے اندر لے آؤ، جان کے اوپر اوپر والی محبت بھی کافی نہیں۔ یہ مولانا رومی کی بلاغت ہے، فرماتے ہیں کہ شیخ کی محبت کو جان کے اوپر ہی نہ رکھو، جان کے درمیان میں لے آؤ اور دل کسی کو مت دو، لیکن جن کے دل اچھے ہو گئے ہیں ان کو دل دو اور دل کب اچھا ہوتا ہے؟ دل تو ایک ظرف ہے، برتن ہے، برتن کب اچھا ہوگا؟ جب اس میں اچھی چیز رکھو گے۔ اللہ کی محبت سے بڑھ کر کون سی چیز اچھی ہوسکتی ہے۔ بس جن کے دل اللہ کی محبت سے اچھے ہو گئے ان کو اپنا دل دے دو۔

تو اللہ والا بننے کے لیے اپنے شیخ کی محبت کو اللہ سے مانگو کہ یا اللہ! ہمارا شیخ ہمارا خلیل ہو جائے۔

سرورِ عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ اگر سچا اللہ والا تمہارا خلیل ہو جائے گا اور تم اس کے خلیل ہو جاؤ گے تو سارا دین آسان ہو جائے گا، یہاں تک کہ شیخ کے علوم، شیخ کے ارشادات، شیخ کا دردِ دل، شیخ کی طرزِ گفتگو، شیخ کا طرزِ رفتار اور شیخ کا طرزِ گفتار یعنی شیخ کے جینے کے سارے قرینے مرید میں منتقل ہو جاتے ہیں، لہٰذا اگر کسی شیخ کے ہزاروں مرید ہیں تو جس مرید میں شیخ کی محبت غالب ہوگی، اسے شیخ کا سارا علم مل جائے گا، شیخ کا سارا دردِ دل مل جائے گا اور اس کے پاس بیٹھنا شیخ کے پاس بیٹھنا ہو جائے گا۔

سرورِ عالم ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے فرماتے ہیں کہ میں نے سب کے احسانات کا بدلہ دے دیا، لیکن سوائے صدیق رضی اللہ عنہ کے، اِس کو اللہ ہی اسکا بدلہ دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیخ پر اس طرح فدا ہونا چاہیے کہ اس کے دل پر تمہاری محبت و وفاداری

کا نقش بیٹھ جائے۔

اس صورتحال اور جذبہ کی عکاسی حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں خوب کی ہے۔

ایہہ تن میرا چشمہ ہووے تے میں مرشد ویکھ نہ رَجاں ھُو
لوں لوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں، ہِک کھولاں تے ہِک کجاں ھُو
اتنا ڈٹھیاں مینوں صبر نہ آوے، میں ہور کِتے وَل بھجاں ھُو
مرشد دا دیدار ہے باھو، مینوں لکھ کروڑاں حجاں ھُو

صحبت اہل اللہ کے باوجود جن لوگوں کے سلوک میں دیر ہو رہی ہے، وصول الی اللہ نصیب نہیں ہو رہا ہے، وہ کسی نہ کسی گناہ میں مبتلا ہیں۔ ذکر بھی کرتے ہیں، لیکن ذکر سے جہاں نور پیدا ہوا پھر بدنظری کر کے یا کوئی گناہ کر کے اسے بجھا دیا۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حکایت سے اس کی عجیب مثال دی ہے۔ دو چور ایک گھر میں داخل ہوئے۔ آٹھ سو سال پہلے کی حکایت بیان فرما رہے ہیں، جس وقت دو چقماق پتھر کو آپس میں رگڑ کر اندھیرے میں روشنی کی جاتی تھی۔ دونوں میں آپس میں یہ طے ہوا کہ ایک تو مال لوٹے گا اور دوسرا یہ کام کرے گا کہ مالک مکان جب روشنی کے لیے پتھر رگڑے گا تو تم اس روشنی پر انگلی رکھتے رہنا تاکہ روشنی نہ ہونے پائے اور مالک مکان دیکھنے نہ پائے۔ چناں چہ مالک مکان کو شبہ ہوا کہ گھر میں چور آ گئے ہیں اور چوری ہو رہی ہے تو اس نے چقماق رگڑا کہ روشنی ہو تو دوسرے چور نے اس پر انگلی رکھ دی۔ جب وہ پتھر کو رگڑ کر روشنی کرنا چاہتا تھا، چور اس پر انگلی رکھ دیتا تھا اور روشنی بجھ جاتی تھی۔

مولانا فرماتے ہیں کہ شیطان بھی اسی طرح بعضے سالکین کے نور پر انگلیاں رکھ رہا ہے۔ جب سالک نے اللہ اللہ کیا، تلاوت کی تو شیطان نے فوراً اس کی آنکھوں سے کسی عورت کو دکھا دیا، کسی لڑکے کے عشق میں مبتلا کر دیا، دل کو گندے خیالات میں مبتلا کر دیا۔ لہذا گناہوں کی

وجہ سے اور مستقل نافرمانی کے سبب عمر گزر گئی اور یہ شخص صاحب نسبت نہ ہوسکا۔ حالاں کہ رات دن خانقاہوں میں ہے، اولیاء اللہ کے جھرمٹ میں رہتا ہے، ابدال اور اقطاب کے ساتھ رہتا ہے، ذکر و تلاوت بھی کرتا ہے لیکن گناہوں سے نہیں بچتا اس لیے اس کا نور تام نہیں ہوتا اور یہ محروم رہ جاتا ہے۔

لہذا جو شخص چاہے کہ اس کا نور تام ہو جائے اور وہ اللہ والا ہو جائے وہ گناہ سے ایسے بچے جیسے کسی خوبصورت سانپ سے بچتا ہے۔

بزرگوں نے فرمایا کہ گناہ سے اس لیے بھی بچو کہ گناہ ہم کو محبوب حقیقی تعالیٰ جل شانہٗ سے دور کرتا ہے۔ مولانا رومی نے کتنے درد سے یہ دعا مانگی ہے۔

یار شب را روزِ مہجوری مدہ

جن کو اے اللہ! آپ نے راتوں میں اپنی یاد کی توفیق دی ان کو جدائی کا دن نہ دکھائے یعنی رات میں جنھوں نے ''اللہ اللہ'' کیا، تہجد پڑھی، آپ کو یاد کیا، اے اللہ! دن میں ان کو گناہ سے بچا۔ ایسا نہ ہو کہ دن میں ہم آپ کی عظمتوں کے خلاف اپنی بندگی کو استعمال کر لیں، اپنی نگاہوں سے آپ کی مرضی کے خلاف دیکھ لیں، کیوں کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے اور گناہ سے بچنا اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے، اللہ تعالیٰ کے دونوں حق ادا کر لیجیے اور ولی اللہ بن جائیے۔ اگر گھر کی اہمیت صحبت سے زیادہ ہوتی تو ہجرت کا حکم نازل نہ ہوتا اور ہجرت کا حکم صرف حضور ﷺ کے لیے نہیں ہوا بلکہ تمام صحابہ کو حکم ہو گیا کہ اے اصحاب رسول! جہاں میرا نبی جا رہا ہے تم لوگ بھی ساتھ جاؤ۔ تم میرے شہر بلد امین کو چھوڑ دو، میرے گھر کو چھوڑ دو، کعبۃ اللہ میں ایک لاکھ کے ثواب کو چھوڑ دو، آب زمزم کو چھوڑ دو، میرے نبی کے ساتھ جاؤ۔ اللہ تمھیں بیت اللہ سے نہیں ملے گا بلکہ صحبتِ رسول اللہ ﷺ سے ملے گا۔ مکہ میں تمھیں بیت اللہ ملے گا۔ میرے نبی سے تمھیں اللہ ملے گا۔ اس لیے مکہ شریف فتح ہونے کے بعد بھی اجازت نہیں ملی کہ میرے نبی کو چھوڑ کر تم اپنے وطن واپس آ جاؤ۔

اس سے اللہ والوں کی قیمت اور صحبت کی اہمیت کا اندازہ کیجیے۔

آج بھی اللہ، اللہ والوں سے ملتا ہے۔ جو شخص ساری زندگی عبادت و ریاضت کرے لیکن اگر اللہ والوں سے تعلق قائم نہیں کرے گا تو اللہ کو پا نہیں سکتا۔ ثواب مل جانا اور بات ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے وہ تعلق خاص اور محبت و معرفت اور نسبت مع اللہ جو اولیاء اللہ کو نصیب ہوتی ہے اہل اللہ سے مستغنی رہنے والا ہرگز نہیں پا سکتا۔

اسی حکمت کی بناء پر قرآن حکیم میں یہ دعا مومنین کو سکھائی گئی ہے کہ ''اے اللہ! ہم کو صراط مستقیم پر چلا''۔ ان لوگوں کے راستہ پر ''جن پر تیرا انعام ہوا''۔ چنانچہ صراط مستقیم انعام والا راستہ ان لوگوں کو ملتا ہے جو کہ صحبت صالح اختیار کرتے اور اس کا حق ادا کرتے ھیں۔

الحمدللہ! راقم الحروف کی یہ خوش نصیبی ہے کہ اوائل جوانی ہی سے مرشد کامل حضرت پیر قاری مشتاق احمد طیبی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی جو کہ اعلیٰ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور فیض یافتہ تھے، اپنی ایک ہی نگاہِ ولایت سے پتھر کو بھی پارس بنا دینے کی روحانی قوت سے مالا مال تھے، زندگی بھر اپنے پیر خانہ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اور صحبتوں میں رہے، خصوصاً باباجی پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں سلسلہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کی ترقی و ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ راقم الحروف کی روحانی بالیدگی میں حضور باباجی پیر سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی معنوی اور روحانی صحبتوں نے بھی خاص اثرات چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر سیّد شہر یار بخاری صاحب دامت برکاتہم عالیہ کو بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے اور ثابت قدم رہنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہم کو بھی اپنے بزرگانِ دین کی نسبت میں شامل رکھ کر اِس دنیا اور آخرت میں دوبارہ اٹھائے۔ آمین ثم آمین۔

علامہ فیصل حیات طیبی

عمل و کردار

خانقاہی نظام کا ایک ضروری نکتہ

گنجِ کرم رحمۃ اللہ علیہ کے جگر گوشہ شیخ المشائخ، بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ طریقت کے پانچ ستون ہیں۔ عقیدہ ونسبت، عمل وکردار، تبلیغِ دین، تدریس اور خدمتِ خلق۔

عمل وکردار پر کچھ معروضات آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

آج امتِ مسلمہ کو سب سے زیادہ عمل و کردار بہتر کرنے کی ضرورت ہے، بلکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ آستانہ عالیہ سے تعلق رکھنے والا ہر بیلی جو دنیا کے کسی بھی کونے میں موجود ہے، اُس کا عمل وکردار ایسا ہونا چاہیے کہ جسے دیکھ کر ہر کوئی یہ گواہی دے کہ واقعی یہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کا پیروکار، ماننے والا اور عقیدت مند ہے۔ چنانچہ عمل وکردار سب اہم ہے۔

یاد رکھیں لیکچر دینے سے کسی کا عمل اور کردار اچھا نہیں ہوسکتا اور کسی کے علم حاصل کرنے سے بھی عمل وکردار ٹھیک نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم کی آیت کا مفہوم ہے کہ اے اللہ! ان پر ایک نبی مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت کرے، ان کو کتاب کی تعلیم دے، حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہء نفس کرے۔

اب یہ تزکیہء نفس سب سے اہم چیز ہے۔جس کا تزکیہء نفس نہ ہو، وہ علم حاصل بھی کر لے تو عمل نہیں کر سکتا۔صرف پڑھا ہونے سے کوئی نیک نہیں بن سکتا۔چاہے کوئی دنیاوی علم پڑھا ہو یا دینی علم پڑھا ہو، صرف تعلیم پڑھنے سے کوئی نیک نہیں ہو سکتا۔جب تک اس کا دل نہ بدلے، اس کی مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ ایک شوگر کا مریض جسکو علم ہے کہ میٹھا کھانے سے نقصان ہو گا لیکن پھر بھی وہ میٹھا کھاتا ہے۔چنانچہ تعلیم تو ہے، علم تو ہے لیکن اس کا دل اس کے کنٹرول میں نہیں ہے۔دل قابو میں نہ ہو تو علم پڑھ کر بھی بندہ نیک نہیں بن سکتا۔کیونکہ تزکیہء نفس کیا ہے؟ دل کو قابو کرنے کا علم سیکھنا۔اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا میں آنے کا مقصد ہی یہ کہ آپ کتاب کا علم سکھائیں، حکمت سکھائیں اور اپنے اُمتیوں کا تزکیہ کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ تھی کہ جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دل بدل دیئے۔چنانچہ آج ہمیں دل بدلنے ہیں تو زیادہ سے زیادہ اپنے مرشد اور پیر خانے سے رابطہ رکھنا ہو گا، اپنا تعلق استوار کرنا پڑے گا، پھر ہمارے دل صاف ہوں گے اور جس کا دل صاف ہوتا ہے وہی اصل میں نیک ہوتا ہے اور دنیا کے سارے گناہ دل کی وجہ سے ہوتے ہیں اور جب اس دل کی صفائی ہو جاتی ہے پھر ہمیں کردار اچھا ملتا ہے۔آج ہم نے اس تعلیم کو بھلا دیا اسی وجہ سے ہم آج ایمانداری میں دوسری قوموں کی مثالیں دیتے ہیں، جو ایمان والے بھی نہیں ہیں۔علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔

ہر کوئی مست مے ذوق تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو ! یہ اندازِ مسلمانی ہے ؟
حیدری فقر ہے، نہ دولت عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے؟
وضع میں تم ہو نصاریٰ، تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں ، جنھیں دیکھ کر شرمائیں یہود

یعنی کہ آج کے مسلمان کا کردار ہرگز اِس قابل نہیں کہ یہود ونصاریٰ حیرت کریں یا رشک کریں اور اپنے کمزور کردار پر شرم کھائیں بلکہ آج مسلمان شرمندہ ہے۔

اب تعلیم تو ہے لیکن عمل اور کردار کیوں کمزور ہے؟ یہ سب اس لئے ہوا کہ ہم نے ظاہری علم پہ ہی توجہ دی اور باطنی علم جس سے عمل کی ترغیب ملتی اُسے بھلا دیا۔ دوسرا یہ کہ اُمید حد سے زیادہ بڑھا دی گئی۔ ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ ہم تو حضور ﷺ کے اُمتی ہیں لہذا ہم بخشے ہوئے ہیں اور بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔

یاد رکھیے! اسی سوچ سے یہود گمراہ ہوئے تھے کہ ہم تو کسی صورت جہنم نہیں جا سکتے اور اگر گئے بھی تو چند ہی دن میں نکل آئیں گے۔ بے شک اگر اللہ کرم کرے گا تو ہم بلا حساب بھی بخشے جائیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ جس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا اور اگر خاتمہ ایمان پر نہ ہوا تو پھر وہی حال ہو گا جو کافروں کا ہونا ہے۔ کچھ گناہ ایسے بھی ہوتے ہیں جو خاتمہ ایمان پر نہیں ہونے دیتے اور خاتمہ ایمان پر چاہیے تو پھر اپنا ہاتھ کسی سچے سُچے درویش ولی کے ہاتھ میں دو، بیعت ہونے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ خاتمہ ایمان پر ہو۔

بیعت ہونے کا حکم قرآن میں ہے۔ جب صحابہ نے حضور ﷺ کی بیعت کی تو اللہ نے فرمایا کہ اے نبی! یہ جو آپ کی بیعت کر رہے ہیں، اصل میں یہ اللہ کی بیعت کر رہے ہیں۔ خواتین نے بیعت ہونے کی اجازت مانگی تو اللہ رب العزت نے قرآن نازل فرمایا، اے نبی ﷺ! جو عورتیں آپ کے پاس آئی ہیں اور بیعت ہونا چاہتی ہیں۔ ان سے بیعت لیں تین شرائط پر، کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی، چوری نہیں کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، کسی پر الزام نہیں لگائیں گی اور بھلائی کے کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ اگر وہ ان باتوں پر عمل کر لیتی ہیں تو ان سے بیعت لیجیے اور ان کے لئے اللہ کی مغفرت طلب کیجئے۔ چنانچہ بیعت کر کے اور باطنی علم کے ساتھ تربیت حاصل کر کے ہم کردار بہتر کر سکتے ہیں پھر ان شاء اللہ خاتمہ بھی ایمان پر ہو گا۔

علامہ مولانا محمد یٰسین قصوری نقشبندی

اسباقِ تصوف

حضرت علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی، حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ عظیم مبلغ اور عالم دین ہیں جن کے ملفوظاتِ عالیہ عوام و خواص کے لیے بہت عظیم خزانہ ہیں۔ معروف مؤلف و مصنف علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی نے چند اقتباسات ''مجلّہ حضرت کرماں والا'' کے قارئین کے لیے منتخب فرمائے ہیں، جو کہ ذیل میں پیش خدمت ہیں۔

حیات کا دارومدار ایک چیز پر ہے، جب تک وہ ہے، جسم ہے اور جب وہ علیحدہ ہوئی، جسم مردہ ہوا، بے کار شمار کیا گیا۔ کسی نے زمین میں دفنایا، کسی نے جلایا، غرض کسی نہ کسی طرح جلد سے جلد خاک میں ملایا۔ کیا کبھی اس پر بھی غور کیا کہ آن کی آن اور لحظہ کے لحظہ میں کیا ہوگیا؟ وہ پیاری چہیتی صورت کیوں ایسی دُوبھر ہوگئی کہ ایک لحظہ کے لئے گھر میں رکھنی بھی ناگوار ہے؟ سڑنے کا احتمال ہوا، خراب ہونے کا ڈر، بدبو پھیلنے کا خوف، کوئی چیز تو تھی جس کے جاتے ہی یہ جسم کسی قابل نہ رہا، وہ کیا تھی؟ ہوا تھی؟ پانی تھا؟ مٹی تھی؟ آگ تھی؟ کوئی کہتا ہے حیات تھی، جان تھی، گیس تھی، اسپرٹ تھی، آتما تھی، روح تھی، تھی ضرور کوئی چیز، نام کچھ رکھ لو مگر یہ تو بتاؤ کہ اس کی تعریف کیا ہے؟ وہ تھی کیا؟ کہاں سے آئی؟ اور کہاں گئی؟

فلسفی حیران ہیں، سائنٹسٹ پریشان، نہ کسی آرٹ میں اُس کا سراغ، نہ سائنس میں

اُس کا پتہ، جانیں، تو کیوں کر جانیں، پہچانیں تو کس طرح پہچانیں؟ بڑے بڑے رشی، بڑے بڑے اوتار، اسی دُھن میں جنگلوں کی خاک چھانتے ہوئے پہاڑوں کے غاروں میں پناہ گزیں ہو کر غور میں مصروف ہیں۔

قابل قابل پروفیسر علمی کتب خانوں میں اِسی جستجو میں لگے ہوئے ہیں کہ کچھ اُس کا پتہ چلے۔ عالم و جاہل تک اُسی کی تلاش میں سرگرداں ہیں کہ آخر وہ کیا ہے؟ کسی نے کچھ کہا، کسی نے کچھ لکھا مگر حقیقت کا کسی کو بھی پتہ نہ چلا۔

مردم وسرِ قیاس چیزے گفتند معلوم نہ گشت وقصّہ کوتاہ نشد

جولین ہکسلے (JULIAN HUXLY) جو سائنس کا ایک جلیل القدر امام مانا گیا ہے، اپنے عجزِ علمِ رُوح کا کس سادگی کے ساتھ اِن الفاظ میں اعتراف کر رہا ہے کہ:

''ہم اس روح کی نسبت اس سے زیادہ کیا جانتے ہیں کہ وہ بھی ہمارے احوال وکوائف شعور کی نامعلوم اور فرضی علّت کا ایک نام ہے''۔

جب کسی کو پتہ نہیں چلتا تو چھپی باتوں کے بتانے والے، غیب کی خبریں لانے والے، عرش سے فرش تک کے حالات بیان فرمانے والے، مکہّ کے چاند، مدینہ کے تاجدار، احمدِ مختار، محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں بھی لوگ آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ رُوح کیا ہے؟

وہ سرکار جو اپنی طرف سے ایک حرف بھی نہیں بولتے بلکہ جو اُن کا رب اُن سے کہلواتا ہے، وہی کہتے ہیں، جو وہ بُلواتا ہے، وہ بولتے ہیں، اس بات میں بھی اپنی رائے نہیں بتاتے، اپنا خیال ظاہر نہیں فرماتے، بلکہ وحیِ الٰہی وفرمان ربّانی صاف صاف لفظوں میں اس طرح سُناتے ہیں:

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الرُّوۡحِ؟قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ وَمَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ۔ اِلَّا قَلِیۡلًا۔

(القرآن۔۸۵:۱۷) (یارسُولَ اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) ''لوگ آپ سے روح کے متعلق

سوال کرتے ہیں۔

آپ ان سے فرما دیجئے کہ رُوح تو میرے رب کے اَمر سے ہے تمہیں تو علم تھوڑا سا دیا گیا ہے‘‘۔

رَب کے حکم سے، رَب کے اَمر سے کیا مطلب نکلا، کیا سمجھے؟ کوئی یوں کہے کہ ارشاد ’’کُن‘‘ کی تجلّیات میں سے ایک تجلّی ہے۔کوئی یہ کہے کہ عالمِ امر کی ایک خاص مخلوق، تجلّی کی حقیقت خود ایک اجمال، عالمِ امر کی کیفیت خود مُغلق، پھر سمجھیں تو کس طرح سمجھیں، آیت یقیناً مُغلق نہیں، بیان بالیقین مجمل نہیں۔علم کی کمی سببِ ظاہر بیان کرہی دیا گیا اس لئے یوں سمجھ لو کہ ’’جنابِ رَبِّ العزّت جلّ وعلاء کے ساتھ خاص نسبت وتعلّق ورابطہ رکھنے والی ایک ایسی شے ہے جس کے متعلّق جب تک اُس رب تک رسائی نہ ہو۔عالمِ اَمر سامنے نہ آئے۔تجلّیات پرتو فگن نہ ہوں حقیقت وتعریف کا منکشف ہونا محال‘‘۔

اطباء طلبائے طِب کو علمِ طب سکھانے کے لئے چیر پھاڑ کر بدن دکھائیں، تب تشریح بدن کا کچھ عقدہ کھلے۔

علمِ کیمیا کا ماہر، متعلّم کیمسٹری کے سامنے مادّہ کی تفریق کرے تب اس کی ماہیّت کی کچھ خبر ملے۔

اسی طرح بلاتمثیل جب اس دریائے روح میں غوطہ زن ہو، تب گوہرِ مقصود ہاتھ آئے اور حقیقت جلوہ نما ہو۔ہاتھ نہ ہلاؤ کچھ نہ بنا سکو گے، کان نہ لگاؤ کچھ نہ سُن سکو گے، زبان نہ چلاؤ کچھ نہ بول سکو گے، بلاتمثیل اسی طرح رُوح کو کام میں نہ لاؤ اس کی صفات نہ معلوم کرسکو گے۔تا بہ ذات چہ رسد۔

کام میں لانے کے لئے پہلے قوت کی ضرورت، قوت کے لئے تغذیہ کی حاجت۔ فاقہ پر فاقہ کرو، بدن کو خوراک نہ پہنچاؤ۔ضعف ونقاہت بڑھتے بڑھتے اس حد کو پہنچادے گی کہ ہاتھ ہلانا اور زبان چلانا بلکہ پلک تک جھپکانا دشوار ہوجائے گا۔ بلاتمثیل اسی طرح رُوح کو کام

میں لانے کے لئے بھی رُوح میں قوت کی ضرورت اور قوت کے لئے غذا کی حاجت۔

جسم، مادّہ کا جزو ہونے کے اعتبار سے مادّی اغذیہ کا محتاج ہے تو اس نسبتِ خاص کے سبب جو رُوح کو ربّ جلّ وعلا سے حاصل، وہ بھی ایسی ہی غذا کی ضرورت مند ہے جو اس رب کے ساتھ خاص مناسبت رکھتی ہو اس لئے پہلے مجمل طریق سے اُن غذاؤں کو معلوم فرمایئے جو روح کو قوت دینے والی اور اس کو اس کی حقیقی معراج کمال تک پہنچانے والی ہیں۔

اغذیہ رُوحانی

ربِّ عظیم، جلّ وعلا کے ساتھ یوں تو کون سی چیز ہے جو نسبت نہیں رکھتی؟

ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری قدرت کا
جس پھول کو سونگھتا ہوں بُو تیری ہے

ہر مخلوق مظہر ہے اور مُظہر صفاتِ الٰہیہ کسی نہ کسی رنگ میں بلا تمثیل اُس میں اسی طرح جلوہ نما جیسے آئینہ میں کوئی صورت۔ اس لئے اسمائے صفات کو اس ذات کے ساتھ ایک خاص نسبت حاصل ہے اور ہر اسم صفت میں ایک خاص کیفیتِ تغذیہ رُوح موجود ہے لیکن اسمِ ذات اس نسبت میں اَخص اس لئے تغذیہ میں اعظم۔ اسی لئے ارشاد کہ:

اِنَّ فِی خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ۝ الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ قِیَامًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (الآیۃ)

''یقیناً آسمان وزمین کی پیدائش اور رات اور دن کے لوٹ پھیر میں سمجھ داروں کے لئے نشانیاں ہیں (سمجھ دار وہ ہیں) جو کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے ہوئے یعنی ہر حالت میں) اَللہ کا ذکر کرتے ہیں اور آسمان وزمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں۔''

عقلمند اور سمجھ دار وہی سمجھا جاتا ہے جو اسمِ ذات کے ذکر اور اسمائے صفات میں فکر کی

مبارک اغذیہ کا سبب بنے اور اُن سے اپنی رُوح کو قوت پہنچائے۔ پس ذکر و فکر یہ دو غذائیں ہیں۔ آؤ ان اغذیہ کے بنانے اور کھانے کی ترکیب سنو اور اللہ ہمت دے تو استعمال کر کے روحانی پہلوان بنو۔

امراضِ رُوحانی:

روحانی امراض کے بارے خامہ فرسائی فرماتے ہیں: غذائیں اچھی سے اچھی کھاؤ لیکن پرہیز نہ کرو یا عمدہ و بہترین کھانے میں تھوڑی سی غلاظت بھی ملا دو تو محنت برباد جائے گی، معدہ کبھی قبول ہی نہ کرے گا۔

لہٰذا اس سے پہلے کہ غذا کا استعمال کرو اس کو اچھی طرح دیکھ لو کہ اس کے ساتھ کوئی بُری چیز تو نہیں ملی۔ اس کے ساتھ ساتھ سوچ لیجئے کہ اگر جسم بیماری میں مبتلا ہے اور امراضِ صعبہ میں گرفتار ہے تو کیسی ہی عمدہ غذا، دُودھ ہو، یا انڈا کیوں نہ کھایئے نفع دینا تو درکنار، اُلٹا نقصان ہوگا۔

مرض کی تعریف علمِ طِب میں ملاحظہ کیجئے: ''مزاج کا نقطہ اعتدال سے ہٹنا یا کسی امرِ غیر طبعی کا پیش آنا، مرض کہلاتا ہے''۔

تزکیہء قلب:

تزکیہء قلب کے بارے علمی بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: رُوحِ حیوانی کا مَولَد قلب ہے، روحِ حقیقی کے ساتھ بھی قلب کو ایک خاص تعلّق اسی لئے کہا گیا ہے کہ

اِنَّ فِي جَسَدِ آدَمَ لَمُضغَةً'' لَو فَسَدَ الجَسدُ كُلُّه وَلَو صَلُحَت صَلُحَ الجَسدُ كُلُّه اَلاوَهِيَ القَلبُ اَلاوَهِيَ القَلبُ۔ (حدیث)

جب تک معاصی سے اجتناب تھا قلب پاک تھا۔ آدمی کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، اگر وہ خراب ہوگیا تو تمام جسم خراب ہوگیا ہے۔ اگر وہ درست ہوگیا تو تمام جسم درست

ہوگیا۔خبردار وہ ٹکڑا قلب (دل) ہے غور سے سن لو وہ دل ہے۔

احادیث میں یہ مضمون موجود کہ ایک معصیت قلب پر ایسا کام کرتی ہے جیسے زنگار کا ایک نقطہ چمک دار لوہے پر۔ پس غور کرو کہ چمک دار لوہا جس میں تمھارا منہ نظر آتا ہے کچھ دنوں کیچڑ میں پڑا رہا، زنگ کے نقطے لگتے لگتے اس کو کالا بنادیں گے تب اس کی اصلاح کی کیا تدبیر؟ کسی لوہار کو تلاش کرو وہ اس زنگ آلود سیاہ لوہے کو بھٹی میں ڈال کر دھونکنی سے آگ کو دھونکے گا۔ یہاں تک کہ لوہا اچھی طرح تپ جائے اور حرارت اس کے رگ و پے میں اس طرح سرایت کر جائے کہ خود انگارہ معلوم ہونے لگے، اس وقت لوہار اَہرن پر رکھ کر ہتھوڑے سے کُوٹے گا، زنگ دُور ہوگا، پانی میں غوطہ دے کر دھوئے گا، پھر صیقل کرے گا۔ وہی زنگ آلود سیاہ لوہا آئینہ سکندری کی طرح شفاف ہوکر جمال محبوب دکھانے کے قابل ہو جائے گا۔

بلاتمثیل اسی طرح وہ مصفّٰی مجلّٰی قلب جو زنگارِ معاصیِ وتکدّ راتِ ماسویٰ اللہ سے آلودہ ہوکر سیاہ پڑ گیا ہے، قلوب پر صیقل کرنے والے یعنی تزکیۂ باطنی فرمانے والے (جن کی شان میں فرمایا گیا) **یُـزَکِّیهِـم** وہ اُن کا تزکیہ فرماتے ہیں) سرکار دوعالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر کرو۔ ان کے دربار کے خادم اُن کے ساتھ صحیح نسبت رکھنے والے اسی صیقل گری کے سند یافتہ شیخ کی خدمت میں لاؤ۔

وہ محبت الٰہی وایمان کی چنگاری باطنی قوت سے تمہارے قلب میں ڈالیں گے اور تمھیں سکھائیں گے کہ **لَااِلٰهَ** کی دھونکنی سے اُسے دھونکو، **اِلَّا اللّٰهُ** کی ضربوں سے اُسے کُوٹو اور **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کے مبارک ذکر کے آبِ رحمت میں اسے غوطہ دو، پھر ذکر اسم ذات سے اس پر صیقل کرو، کفر وشرک کے جلی داغ اس طرح جائیں گے **لا** کو قلب سے اُٹھاؤ دائیں شانہ تک لاؤ، **اِلٰـــهَ** کے ہمزہ کو شانہ سے اُٹھاؤ اور لا کو دماغ تک کھینچ کر، ھا دماغ سے نکال کر عرش تک پہنچاؤ کہ تمام معبودین باطلہ فنا ہوں، ''لا معبود کا تصوّر ذہن میں رہے وہاں سے فیوض الٰہیہ کو لئے ہوئے الٰہی جلال وقوت کی ضرب اِلَّا اللہ قلب پر دو تا کہ خدائے قدوس کی تجلّیاتِ قلب

پر، پرتو فگن ہوں، اور دل میں بیٹھ جائے کہ ''بس وہی ایک معبود ہے''۔

جب یہ مضمون دل پر جم جائے شرک و کفر، کذب و زور، وغیرہ کا مجموعہ نفاق یا ریا کا شائبہ بھی باقی نہ رہ جائے اس وقت لاَمَعبُو دَ اِلاَّ اللہ کے تصور کے بجائے لاَ مَقصُو دَ اِلا اللہ کا تصور کرو، یہ ہے انقطاعِ ما سویٰ اللہ۔ جب تک تن دہی سے ایک ہی جانب رجوع کر کے یک سوئی CONCENTRATION کے ساتھ متوجہ نہ ہو گے مطلب حاصل نہ ہو گا۔

لہٰذا اچھی طرح دل میں جمائیے کہ میرا مقصود سوائے اللہ کے کوئی نہیں ہے اور کوئی جس کا وسوسہ دل میں باقی ہے۔

تکّبر جس کا نقطہ قلب پر لگا ہے، بلکہ خود اپنی ہستی جو ایک پردہ بن کر راہ میں حائل ہے، انانیت کی صورت میں کہیں رنگ نہ لائے، اس لئے اس حقیقت پر غور کرو کہ وہی تھا اور کچھ بھی نہ تھا، وہی رہے گا اور کچھ بھی نہ ہو گا۔

یہ تمام ظل ہو یا ظہور فی نفسہ کچھ بھی نہیں۔ اس کو بھی ہٹاؤ اور لا مَقصُو دَ اِلا اللہ کے بجائے تصّور کرو لاَ مَوجُو دَ اِلاَّ اللہ، یہ ہے وہ زبردست تنقیہ جس کو اصطلاحِ صوفیاء میں جاروب قلب کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

تا بہ جاروب لا نہ روبی راہ　　　　نہ رسی در سرائے اِلاَّ اللہ

اس میں دوا بھی ہے اور غذا بھی، مرض بھی جائے گا اور قوّت بھی آئے گی، اس کے مختلف طریق ہیں، چہار زانو یا دوزانو بیٹھ کر، بلند آواز سے، خواہ پست آواز سے خواہ سانس کے ساتھ تصّور ہی تصّور میں، خواہ حبس دم کرے ساتھ محض تخیل سے، خواہ بلا حبس دم خیال ہی خیال میں۔ اس لئے کہ اصل مطلب دھیان کا جمانا اور یکسوئی پیدا کرنا ہے۔

جس مریض کے لئے جیسا مناسب ہو یہ طبیب بتا سکتا ہے، اسی تنقیہ کو ''تزکیہء قلب'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

محمد رمضان قادری
(بلئیر چک 46 پتوکی)

ذوالقعدۃ

اِس مضمون کا مقصد قارئین کو ماہ ''ذوالقعدۃ'' کے فضائل، نوافل و عبادات اور اہم واقعات سے قبل از وقت آگاہی فراہم کرنا ہے تاکہ بروقت معلومات کے حصول کے ذریعے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنے میں کامیابی حاصل ہو۔

سال کا گیارہواں اسلامی مہینہ ذوالقعدہ ہے۔ یہ پہلا مہینہ ہے جس میں جنگ وقتال حرام ہے۔اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ قعود سے ماخوذ ہے جس کے معنی بیٹھنے کے ہیں اور اس مہینہ میں بھی عرب لوگ جنگ وقتال سے بیٹھ جاتے تھے یعنی جنگ سے باز رہتے تھے۔اس لیے اس کا نام ذوالقعدہ رکھا گیا۔ ماہ ذیقعد میں تنگی دور ہونے کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔

ماہِ ذُوالقعدہ کے مشہور واقعات

ذوالقعدہ کا مہینہ وہ بزرگ مہینہ ہے۔جس کو حُرمت کا مہینہ فرمایا گیا ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ''بارہ مہینوں میں چار مہینے حرمت والے ہیں'' ان میں سے پہلا حرمت والا مہینہ ذوالقعدہ ہے۔اس میں مندرجہ ذیل واقعات رونما ہوئے۔

ذوالقعدہ کی پہلی تاریخ کو اللہ جل شانہٗ نے سیدنا حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو کتاب دینے کے لئے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا تھا۔

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا اور ان میں دس اور بڑھا کر پوری کیں تو اس کے رب کا وعدہ پوری چالیس رات کا ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے کہا کہ میری قوم پر میرے نائب رہنا اور اصلاح کرنا اور فسادیوں کی راہ کو دخل نہ دینا اور جب حضرت موسیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام ہمارے وعدے پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا۔

☆

اس مہینہ ذوالقعدہ کی پانچویں تاریخ کو سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اور سیدنا حضرت اسماعیل ذبیح اللہ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے بیت اللہ شریف کی بنیاد رکھی تھی۔

☆

ماہِ ذی القعدہ کی چودہویں تاریخ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا حضرت یونس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو مچھلی کے پیٹ سے نکالا تھا۔

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور وہب کا قول ہے کہ سیدنا حضرت یونس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ کیا تھا۔ اس میں تاخیر ہوئی تو آپ ان سے چھپ کر نکل گئے اور آپ نے دریائی سفر کا قصد فرمایا۔ کشتی پر سوار ہوئے، دریا کے درمیان میں کشتی ٹھہر گئی اور اس کے ٹھہرنے کا کوئی سبب ظاہر موجود نہ تھا۔ ملاحوں نے کہا کہ اس کشتی میں اپنے مولا سے بھاگا ہوا کوئی غلام ہے۔ قرعہ ڈالنے سے ظاہر ہو جائے گا۔ قرعہ ڈالا گیا تو آپ ہی کا نام نکلا تو آپ نے فرمایا کہ میں ہی وہ غلام ہوں تو آپ کو پانی میں ڈال دیا گیا کیوں کہ اس وقت کا دستور یہی تھا کہ جب تک بھاگا ہوا غلام دریا میں غرق نہ کر دیا جائے اس وقت تک کشتی

چلتی نہ تھی۔ بحکم الٰہی مچھلی نے آپ کو نگل لیا۔ آپ مچھلی کے پیٹ میں ایک دن یا تین دن یا سات دن یا چالیس دن رہے۔ آپ نے ذکر الٰہی کی کثرت کی اور مچھلی کے پیٹ میں **لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ** پڑھنا شروع کر دیا۔ اللہ جل شانہٗ نے مچھلی کو حکم دیا تو اس نے سیدنا حضرت یونس علیہ السلام کو دریا کے کنارے ڈال دیا۔ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کے باعث آپ ایسے ضعیف اور نازک ہو گئے تھے جیسا کہ بچہ پیدائش کے وقت ہوتا ہے۔ جسم کی کھال نرم ہو گئی تھی۔ بدن پر کوئی بال باقی نہ رہ گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے کدو کا درخت اُگا دیا جو آپ پر سایہ کرتا تھا اور مکھیوں سے محفوظ رکھتا تھا اور بحکمِ الٰہی روزانہ ایک بکری آتی اور اپنا تھن آپ کے منہ مبارک میں دے کر آپ کو صبح و شام دودھ پلا جاتی۔ یہاں تک کہ جسم مبارک کی جلد یعنی کھال مضبوط ہو گئی اور نئے بال اُگ آئے اور جسم میں توانائی آ گئی۔ یہ کدو کا درخت آپ پر ذوالقعدہ کی سترہویں تاریخ کو اُگایا گیا تھا۔

ذوالقعدہ کے روزے

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ذوالقعدہ کے مہینہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ کریم اس کے واسطے ہر ساعت میں ایک حج مقبول اور ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھنے کا حکم دیتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ ذوالقعدہ کے مہینہ کو بزرگ جانو کیونکہ حرمت والے مہینوں میں یہ پہلا مہینہ ہے اور ایک حدیث مبارک میں ہے کہ اس مہینہ کے اندر ایک ساعت کی عبادت ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے اور فرمایا کہ اس مہینہ میں پیر کے دن روزہ رکھنا ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ (فضائل الشہور)

ذوالقعدہ کے نفل

اس ماہ میں اتوار کے دن کی ایک نماز ہے کہ جو بڑی فضیلت رکھتی ہے، حضرت

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص اس نماز کو بجالائے اس کی توبہ قبول ہوتی ہے، گناہ بخشے جاتے ہیں، قیامت میں دشمن اس سے راضی ہو جائیں گے، اس کی موت ایمان پر ہوگی اور اس کا دین سلامت رہے گا۔ اس کی قبر وسیع وروشن ہوگی اس کے والدین اس سے راضی ہوں گے، اس کے والدین اور اولاد کو مغفرت حاصل ہوگی، اس کے رزق میں وسعت ہوگی، ملک الموت اس کی روح نرمی سے قبض کرے گا اور اس کی موت آسان ہوگی۔ اس نماز کا طریقہ یہ ہے: اتوار کے دن غسل اور وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھے جس کی ہر رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد تین مرتبہ سورۃ اخلاص اور ایک ایک مرتبہ سورۃ فلق و سورۃ ناس کی قرات کرے، ستر مرتبہ استغفار کرے آخر میں یہ دعا پڑھے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِ الْعَظِيمِ

پھر یہ دعا پڑھے:

يَا عَزِيزُ يَا غَفَّارُ اِغْفِرْلِيْ ذُنُوبِيْ ... وَذُنُوبِ جَمِيعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فَاِنَّه لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ

مؤلف کہتے ہیں کہ ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ استغفار اور دعا نماز کے بعد ہے۔ لہذا ان کو نماز کی قرات میں نہ پڑھے: واضح رہے جیسا کہ روایت میں ہے کہ جو شخص حرمت والے مہینوں میں سے کسی ایک مہینے میں تیں دن یعنی جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کو یکے بعد دیگرے روزے رکھے تو اس کیلئے نو سو سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا، تین حرمت والے مہینوں میں جیسے نیکی کئی گنا زیادہ شمار ہوتی ہے ویسے ہی گناہ بھی کئی گنا زیادہ کر کے لکھے جاتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی ذوالقعدہ کی پہلی رات میں چار رکعت نفل پڑھے اور اس کی ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد ۳۳ دفعہ قل ھو اللہ احد پڑھے تو اس کے لئے جنت میں اللہ تعالیٰ ہزار مکان یاقوتِ سرخ بنائے گا اور ہر مکان میں جواہر کے تخت ہوں گے اور ہر تخت کے اوپر ایک حُور بیٹھی ہوگی جس کی پیشانی سورج سے زیادہ روشن ہوگی۔

ایک روایت میں ہے کہ جو آدمی اس مہینہ کی ہر رات میں ۲ رکعت **نفل** پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ھواللہ احد تین بار پڑھے تو اس کو ہر رات میں ایک شہید اور ایک حج کا ثواب ملتا ہے اور جو کوئی اس مہینہ میں ہر جمعہ کو چار رکعت **نفل** پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد اکیس بار قل ھواللہ احد پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے حج اور عمرہ کا ثواب لکھتا ہے۔

اور فرمایا کہ جو کوئی پنج شنبہ (جمعرات) کے دن اس مہینہ میں ۱۰۰ رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد دس ۱۰ دفعہ **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ** پڑھے تو اس نے بے انتہا ثواب پایا۔

صلحاء، اولیاء، متقدمین کے اعراس و تواریخ وصال

حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ	......	۲۹ ذوالقعدۃ
حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ	......	۲۳ ذوالقعدۃ
حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ	......	۵ ذوالقعدۃ
حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ	......	۲۸ ذوالقعدۃ
حضرت صندل پیر رحمۃ اللہ علیہ (دہلی)	......	یکم ذوالقعدۃ
حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ	......	۲۷ ذوالقعدۃ
حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ (لواری شریف)	......	۴ ذوالقعدۃ
حضرت بابا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ (کوٹلہ شریف)	......	۹ ذوالقعدۃ
حضرت شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ	......	۱۸ ذوالقعدۃ
حضرت بابا تاج الدین کلیانہ رحمۃ اللہ علیہ	......	۲۰ ذوالقعدۃ

پروفیسر ڈاکٹر محمد ارشد نقشبندی (پی۔ایچ،ڈی)
ڈگری کالج نارووال

نفسیاتی و ذہنی امراض کے اسباب اور ان کا اسلامی علاج

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ اس کے لئے زمین و آسمان کو مسخر کر دیا ہے۔ اس نے ہر میدان میں بہت سی ایجادات کی ہیں۔ اس نے میڈیکل کے شعبہ میں حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ وہ امراض جن کی گزشتہ ادوار میں تشخیص ممکن نہ تھی۔ ان امراض کی مختلف انداز سے تشخیص کیساتھ ساتھ اسکے علاج بھی دریافت کئے جاتے ہیں۔ بہت سے وہ امراض جو ایک عرصہ تک لاعلاج سمجھے جاتے تھے ان کا علاج ممکن ہو چکا ہے مگر ان تمام کامیابیوں کے ساتھ ساتھ نفسیاتی اور ذہنی امراض میں اضافہ ہوا ہے۔ گزشتہ دور میں ایسے مریضوں کی تعداد کم تھی، میڈیکل کی ترقی کے دور میں ان کی تعداد زیادہ ہے۔

نفسیاتی اور ذہنی امراض میں اضافے کا سبب یہ ہے کہ ہم نے آج اسلامی تعلیمات سے انحراف کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ہم نے تکبر کا راستہ اختیار کیا ہے، جو اپنے آپ کو برتر سمجھے اور دوسروں کو حقیر جاننے سے عبارت ہے۔ اگر کوئی کم حیثیت آدمی ان کے آداب بجا نہ لائے تو ان کے اعصاب پر دباؤ بڑھ جاتا ہے اور یہ چیز ذہنی امراض کا باعث بنتی ہے۔ حسد کے باعث ایک انسان دوسرے انسان پر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر جلتا اور کڑھتا ہے اور اس فکر میں پڑا رہتا ہے۔ یوں اس کو سوتے جاگتے ایک خاص ذہنی ٹینشن رہتی ہے۔ ہر وقت کسی کے عیب کی ٹوہ لگانا ذہنی تناؤ کا سبب ہے، باہم بغض و کینہ رکھنا اور بدگمانی کی عادت بھی انسان کو ہر وقت کسی کے

خلاف سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔ باہم قطع تعلقی میں انسان ایک دوسرے کے خلاف سوچتا رہتا ہے۔اُس آدمی کو نعمتوں کے ملنے پر کڑتا ہے۔کسی وقت اس کا سامنا ہو جائے تو ذہن پر شدید دباؤ آتا ہے۔اس طرح غصہ بھی انسان کے دماغی اور نفسیاتی دباؤ کا سبب بنتا ہے۔وہ اس کا بدلہ لینے تک مسلسل کرب میں سے گزرتا رہتا ہے۔اس طرح آج کے مادی زمانے میں طمع ولالچ کا دوردورہ ہے۔ ہر انسان کثرت مال وزر کی فکر میں ہے۔ یہ طرزِ عمل اس میں حسد، بے صبری اور ناشکری پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے،۔سو یہ طمع اور حرص انسان کیلئے ذہنی امراض کا سبب بنتا ہے۔سو یہ تمام رذائل انسان کے لئے ذہنی اور نفسیاتی امراض کا باعث بنتے ہیں۔

قرآن حکیم فرماتا ہے کہ تم کو کثرت مال و دولت کے حصول نے غافل کر دیا ہے یہاں تک کہ تم نے قبروں کو جا دیکھا۔(التکاثر) ان امراض کا مکمل حل ایلو پیتھک اور ہومیو پیتھک میڈیسنز میں نہیں بلکہ ان کا علاج اسلامی تعلیمات اور اخلاقِ حسنہ کو اپنانے میں ہے۔کتاب وسنت نے ان رذائل کو ترک کرنے کا حکم دیا ہے جو نفسیاتی امراض کا سبب بنتے ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم بدگمانی سے بچو بے شک یہ زیادہ جھوٹی بات ہے، کسی کے عیبوں کی ٹوہ میں نہ لگاؤ، اور نہ کسی کی جاسوسی کرو باہم فخر نہ کرو، نہ تم باہم حسد کرو، نہ باہم بغض رکھو اور نہ باہم قطع تعلق کرو(صحیح بخاری)۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے دل میں ذرہ بھر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا (صحیح مسلم)۔اسی طرح فرمایا آدمی کی بُرائی کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے (صحیح مسلم)۔رسول اللہ ﷺ طمع ولالچ سے بچنے کی دعا کرتے ،اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل میں جو خشیت الٰہی سے خالی ہو، اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو(صحیح مسلم) سو ایسا نفس جو سیر نہ ہو وہ طمع ولالچ والا ہوتا ہے۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حدیث پاک میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو تین بار **لا تغضب** (تو غصہ نہ کر) کے الفاظ بیان فرمائے۔رسول

اللہ ﷺ نے بیان فرمایا پہلوان وہ ہے کہ جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے (صحیح بخاری) اسلامی تعلیمات میں ان رذائل اخلاق کو ترک کر کے اخلاقِ حسنہ کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان اخلاق حسنہ اور عبادات کو اپنا کر نفسیاتی اور ذہنی امراض پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہدایت، تقویٰ، پاکیزگی اور غنی کا سوال کرتے (صحیح مسلم)۔ غنا اور قناعت میں انسان اللہ تعالیٰ کی عطا پر راضی ہوتا ہے حسد و لالچ نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان مسائل کے حوالے سے ایک نسخہ عطا فرمایا کہ تم مال اور صورت میں بہتر لوگوں کی طرف مت دیکھو بلکہ اپنے سے کمتر کو دیکھو (سنن ابوداؤد)۔ اس حدیث پاک پر عمل کر کے حسد و ناشکری کی بجائے شکر گزاری اور اطمینان قلب میسر آتا ہے کہ بہت سے لوگ اس سے کمتر زندگی گزارنے والے ہوتے ہیں۔ قرآن حکیم میں مصائب و آلام میں صبر اور نماز سے مدد چاہنے کا حکم ہے (البقرۃ، 2، 153)۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میرا شکر ادا کرو۔ (البقرۃ 2، 152) سو صبر و شکر انسان کو ہر حالت میں مطمئن رکھنے کا باعث ہے۔ نماز بھی ذہنی تناؤ کے شکار افراد کیلئے سکون و اطمینان کا بہت بڑا ذریعہ ہے (الرعد، 13: 28)۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے غصہ کو پینے اور لوگوں کو معاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن حکیم مؤمنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے ''اور وہ غصے کو پی جانے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں'' (آل عمران، 3:134) اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے احسان کا حکم دیا ہے (البقرۃ 2:195)۔ اسی طرح عباد الرحمٰن کی صفات میں اللہ تعالیٰ اُن کی عاجزی وانکساری کی صفت کو یوں بیان کرتا ہے ''وہ زمین پر آہستہ آہستہ چلتے ہیں'' (الفرقان، 25: 63)۔ پھر ایثار صحابہ کرام کی صفت کے طور پر یوں بیان کیا گیا ہے ''وہ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ وہ خود ضرورت مند ہوں'' (الحشر، 59: 9)۔ یہ ایثار زکوۃ، قربانی اور صدقۂ فطر میں بھی پایا جاتا ہے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں حسد، بغض، ٹوہ لگانے، قطع تعلقی، غصہ اور لالچ سے اجتناب کرنے اور صبر، شکر، قناعت، ایثار، احسان عفو ودرگزر کو اپنا کر ذہنی اور نفسیاتی امراض سے بچا جا سکتا ہے۔

تنظیمی سرگرمیاں

مرکزی تنظیم آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف

مرکزی اجلاس تنظیم (دربار شریف)

اعتکاف کی دعوت اور انتظامات کے سلسلے میں آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا میں تمام اضلاع کی تنظیم کا خصوصی اجلاس منعقد کیا گیا جس کی صدارت ونگرانی پیر جی سیّد شہریار بخاری صاحب (سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف) نے فرمائی۔ اجلاس میں تمام اضلاع سے تنظیمی بیلی بھرپور انداز میں جوش وخروش کے ساتھ شامل ہوئے۔ تلاوتِ کلامِ پاک سے اجلاس کا آغاز کیا گیا۔ بعدازاں حافظ اللہ دتہ نقشبندی نے نعت شریف پیش کی۔ جناب پیر محمد علی شاکر طیّبی نے مختصراً گفتگو کی جس کے بعد تنظیمی نکات اور ایجنڈے کے مطابق محمد سمیع اللہ نوری طیّبی (رابطہ کار مرکزی تنظیم) نے مرکز کی ہدایات اور تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے بھرپور محنت کرنے کی دعوت دی۔ بعدازاں شہزادۂ بابا جی سرکار، جانشینِ گنجِ کرم، پیر جی سیّد شہریار بخاری سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا نے تمام تنظیمی کارکنان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے خوب محنت کرنے کی تاکید کی۔ آخر میں پیر جی سیّد شہریار بخاری نے دعا کروائی اور اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

چیچہ وطنی مرکز

جامعہ حضرت کرماں والا شریف وارڈ نمبر 18 چیچہ وطنی میں ماہانہ گیارہویں

شریف (یومِ تبلیغ) و یومِ سیّدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) اور یومِ بدر کے سلسلے میں عظیم الشان محفل پاک کا انعقاد زیرِ سرپرستی پیر جی سیّد شہریار شاہ بخاری صاحب (سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف) کیا گیا۔ محفل کا آغاز تلاوت کلامِ پاک سے کرنے کے بعد مختلف نعت خواں حضرات نے گلہائے عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ محفل میں اہل علاقہ اور وابستگانِ سلسلہ عالیہ کی کثیر تعداد نے بھرپور شمولیت اختیار کی۔ آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑہ میں ہونے والے اجتماعی اعتکاف کی خصوصی دعوت دی گئی اور آخر میں خصوصی دعا پیر جی ڈاکٹر رحمت اللہ طیّبی صاحب رکن ضلعی تنظیم کمیٹی ساہیوال نے کروائی۔ اختتام پر افطاری کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔

دورہ ضلع بہاولنگر

چک کامل پورہ موضع رام پورہ ڈیرہ کامل خاں ضلع بہاولنگر میں عظیم الشان محفل پاک کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں آلِ نبی، اولادِ علی، منظورِ نظر، خانوادۂ گنجِ کرم رحمۃ اللہ علیہ، نورِ نظر بابا جی پیر سیّد میر طیّب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ یعنی قبلہ پیر جی سیّد محمد میرام علی شاہ بخاری زیب و زینت آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑہ کی تشریف آوری ہوئی، جنھوں نے خصوصی صدارت فرمائی۔ محفل کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک سے کیا گیا، تلاوتِ کلامِ پاک حضرت قاری ابوبکر صاحب نے کی۔ اس کے بعد ہدیہ نعت حافظ محمد ابوبکر نے پیش کیا اور خصوصی بیان علامہ محمد بلال طیّبی صاحب نے کیا اور ضلع بہاولنگر کے تمام بیلیوں نے بھرپور شرکت کی۔ بعد میں پیر سیّد محمد میرام بخاری مدظلہٗ العالی نے بیلیوں سے گفتگو فرمائی اور بیلیوں کو سلسلہ عالیہ میں داخل کیا۔ اس کے بعد بابا محمد یعقوب صاحب نے ختم شریف پڑھا۔ انتظامیہ کی طرف سے لنگر شریف کا وسیع انتظام تھا۔ محمد کامل جوئیہ، پیر محمد افضل باجوہ صاحب اور بلال طیّبی نے خود اپنی نگرانی میں بیلیوں کو لنگر شریف تقسیم کیا۔

شجرۂ طریقت سلسلہ نقشبندیہ، مجددیہ، طیبیہ حضرت کرماں والا شریف

یا اللہ کرم کر اپنی عطا کے واسطے — رحم کر ہم پر محمد مصطفٰے ﷺ کے واسطے

بخش دے ساری خطائیں اے مرے مولا کریم — حضرت صدیق اکبر با وفا کے واسطے

دولت صبر و رضا دے خوگر تسلیم کر — حضرت سلمان فارس بے ریا کے واسطے

کر عنایت مجھ کو سوز و مستی اے خدا — حضرت قاسم امام و مقتدا کے واسطے

میرا دل معمور کر صدق و یقیں کے نور سے — جعفر صادق امام الاولیاء کے واسطے

فضل سے اپنے عطا کر دولت قرب و حضور — شیخ کامل بایزید باخدا کے واسطے

ابوالحسن خرقانی ، شیخ بوعلی صاحب کمال — خواجہ یوسف شہ جود و سخا کے واسطے

عبدالخالق غجدوانی عارف و محمود نیز — شیخ علی رامیتنی شاہ ہدیٰ کے واسطے

خواجہ بابا سماسی حضرت سید امیر — نقشبند ما بہاؤ الدین ضیاء کے واسطے

شیخ علاؤ الدین عطار حقیقت آشنا — حضرت یعقوب چرخی با صفا کے واسطے

خواجہ احرار دانائے رموزِ معرفت — اور محمد زاہد حضرت مولانا کے واسطے

شیخ درویش محمد اور خواجگی امکنگی — باقی باللہ عارفِ راہ ہدیٰ کے واسطے

شیخ سرہندی مجدد الف ثانی خضر راہ — پیر کامل شیخ احمد پیشوا کے واسطے

حضرت قیوم ثانی خواجہ معصوم و سعید — اور عبدالاحد گل شاہ کے واسطے

خواجہ حنیفی ، شیخ زکی اور محمد نیز — خواجہ زمان سلطان الاولیاء کے واسطے

حضرتِ خواجہ محمد قاضی احمد ، شاہ حسین — اور امام باعلی مشکل کشا کے واسطے

حضرت صادق علی بابا امیرالدین ولی — ہادیان دیں پناہ حق آشنا کے واسطے

یا الٰہی معرفت اور سوز و مستی کر عطا — شیر حق شیر محمد باصفا کے واسطے

قطب عالم شیخ کامل چارۂ بے چارگاں — حضرت اسمٰعیل شاہ غوث الوریٰ کے واسطے

کر عطا سب کو الٰہی دو جہاں کی نعمتیں — شاہ کرماں والے اتقیاء کے واسطے

پیر سیّد محمد علی ، خواجہ سیّد عثمان علی — وارثانِ بحر کرم ، اولیاء کے واسطے

محبتِ رسول ﷺ کو دلوں میں فروغ دے — میر طیب علی راہنما کے واسطے

کر کرم کروا کرم دونوں جہاں میں رکھ شرم — کر کرم اے کرماں والے تو خدا کے واسطے



نظرِ کرم حضرت کرماں والے سرکار
1
ASKAR
حضرت کرماں والا فلنگ اسٹیشن
AL KARAM
Bricks
ہمارے ہاں ہر قسم کی اینٹ اور ٹائیل وغیرہ دستیاب ہے

Monthly "MUJALLA HAZRAT KARMANWALA" Reg No. CPL-144
Shawal-al-Mukarram 1443 Hijri, May 2022